قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۶۸ | مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۳۲ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۷ شعبان ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا تعالےٰ سے بڑھکر اور کوئی پیارا نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنی ایک نوٹ بک میں اللہ تعالےٰ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"او میرے مولیٰ! میرے پیارے مالک! میرے محبوب۔ میرے معشوق خدا۔ دنیا کہتی ہے۔ تو کافر ہے۔ مگر کیا تجھ سے پیارا مجھے کوئی اور مل سکتا ہے۔ اگر ہو۔ تو اس کی خاطر تجھے چھوڑ دوں لیکن میں تو دیکھتا ہوں۔ کہ جب لوگ دنیا سے غافل ہو جاتے ہیں جب میرے دوستوں اور دشمنوں کو علم تک نہیں ہوتا کہ میں کس حال میں ہوں۔ اُس وقت تو مجھے جگاتا ہے۔ اور محبت سے پیار سے فرماتا ہے۔ کہ غم نہ کھا۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو پھر اے میرے مولیٰ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ اس احسان کے ہوتے ہوئے پھر میں تجھے چھوڑ دوں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔"

(مدارج تقوےٰ)

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ۳۔ دسمبر سر درد کے دورہ کی وجہ سے تکلیف رہی۔ آج ۴ دسمبر اگرچہ سر میں درد کم ہے۔ مگر گلے میں تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور کے صاحبزادہ نعیم احمد کو اسہال سے اور صاحبزادی سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کو نزلہ اور زکام سے بہت تکلیف ہے۔ نیز حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کی صاحبزادی امۃ المجید کو چھ روز سے تیز بخار ہے۔ احباب ان سب کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

خانصاحب منشی برکت علی صاحب پنشن لینے کے بعد شملہ سے مستقل طور پر اب قادیان تشریف لے آئے ہیں۔ اہل وعیال بھی ہمراہ ہیں۔ بیرونجات کے احباب آئندہ قادیان کے پتہ پر ان سے خط وکتابت فرمائیں

خواجہ معین الدین صاحب کارکن دفتر محاسب کے ہاں ۳۔۴۔ دسمبر کی درمیانی شب لڑکا تولد ہوا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

۳ دسمبر حافظ محمد عمر صاحب کو کلاس والہ ضلع سیالکوٹ ایک مذہبی کانفرنس کی تقریب کے سلسلہ میں روانہ کیا گیا۔

تبلیغی رپورٹ

الجماعۃ الاحمدیۃ فی البلاد العربیۃ

یکم ستمبر سے آج تک اللہ تعالےٰ کے فضل سے تبلیغ کے مختلف موقعے ملے ہیں۔ دارالتبلیغ میں پچاس اشخاص آئے جن میں اکثر غیر احمدی تھے۔ دس مسیحی تھے۔ مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ اچھا اثر لے کر گئے ہ

ایک پادری کا گفتگو کرنے سے انکار

اس عرصہ میں ایک مسیحی دوست کے مکان پر چار مرتبہ الوہیت مسیح پر تبادلہ خیالات ہُوا۔ ڈاکخانجات کے ایک انسپکٹر اور ان کے رشتہ دار مرد و عورتیں سب جمع ہو کر ہمارے بیانات سُنتے رہے۔ آخر انہوں نے ایک پادری کو بلایا۔ جب ہم مجلس میں پہنچے۔ اور صاحب خانہ نے پادری صاحب سے الوہیت مسیح ثابت کرنے کو کہا۔ اور بتایا۔ کہ ہم عاجز آچکے ہیں۔ اس لئے آپ کو تکلیف دی ہے۔ تو پادری صاحب نے فرمایا۔ میں نے تو قسم کھائی ہے۔ کہ میں ان سے مناظرہ نہ کرونگا۔ وجہ پوچھی۔ تو کہا۔ کچھ نہیں۔ میں مباحثہ پسند نہیں کرتا۔ ہم نے ان کو ہر طرح گفتگو کرنے پر آمادہ کرنا چاہا۔ مگر وہ تیار نہ ہُوئے۔ آخر مسیحی اصحاب کے بہت اصرار کرنے پر اقرار کیا۔ کہ ہمارا اسی ہفتہ کے اندر اندر کسی دن الوہیت مسیح پر مناظرہ ہوگا۔ بات پختہ کرکے آپ چلے گئے ہ

لیکن تیسرے دن پادری صاحب کا پیغام آگیا۔ کہ ہمارے ہیڈ پادری صاحب اجازت نہیں دیتے۔ ان الباطل کان زھوقا۔ مسیحی دوست اس سے بہت شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے ہم بغیر بتلائے کسی لائق پادری کو لائیں گے۔ وُہ خود بھی ہمارا لٹریچر پڑھ رہے ہیں ہ

سیرت رسول کریم پر لیکچر

۱۰ ستمبر کو ہمارے دو دوستوں کی تقریب رخصتانہ تھی۔ اچھا خاصہ اجتماع تھا۔ لڑکی کا والد ایک معزز غیر احمدی تاجر ہے۔ اس موقعہ پر خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی پر ایک گھنٹہ لیکچر دیا۔ جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ اور غیر احمدی اصحاب نے لیکچر طبع کرنے کے اخراجات ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ اس کے علاوہ انفرادی طور پر جن غیر احمدیوں کو ان کے مکانات پر جاکر تبلیغ کی گئی۔ ان کی تعداد ۲۰ ہے ہ

بہائی سے گفتگو

ایک بہائی دوکاندار سے شریعت اسلامیہ اور بہائی شریعت پر دو مرتبہ اتوار کو اس کے مکان پر جاکر گفتگو کی۔ دوسری دفعہ ایک گھنٹہ کی گفتگو کے بعد اس نے گفتگو سے انکار کردیا۔ اور مجلس میں کتاب اقدس نکالنے کا بھی انکار کردیا۔ اس گفتگو میں تین مسیحی ایک یہودی۔ اور دو مسلمان شامل ہوتے رہے ہ

رسالہ البشارۃ الاسلامیہ

عرصہ زیر رپورٹ میں رسالہ البشارۃ الاسلامیۃ الاحمدیۃ کا تیسرا نمبر مرتب کیا گیا۔ مضامین لکھے۔ اور طبع کرایا۔ ۴۰ صفحات حجم ہے۔ بلادِ عربیہ کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی جہاں عربی سمجھی جاتی ہے اس کی اشاعت کی گئی ہے۔ عام طور پر اسے پسند کیا گیا ہے

یوم التبلیغ

اس جگہ یوم التبلیغ اچھی طرح منایا گیا۔ احباب جماعت مختلف پارٹیوں میں شہر کے مختلف حصوں۔ دیگر دیہات۔ اور عکا میں گئے۔ مخالفت بھی ہوئی۔ مگر پیغام حق پہونچایا گیا۔ اور تازہ رسالہ بھی تقسیم کیا گیا۔ اندازہ کیا گیا۔ کہ صرف اس دن ۶۰۰ اشخاص کو تبلیغ کی گئی ہے ہ جم

مہدی آخر زماں اس وقت کا مامور ہے

حُسن کا جلوہ ہے۔ پھر دُنیا پہ چھایا نُور ہے
سبزہ و سرو و گل و شبنم کا کیا ہی لطف ہے
دام کے حلقے ہیں بادِ صبح سے ٹوٹے پڑے
پرتوِ اسلام سے جاتی رہیں تاریکیاں
ہے جمالِ احمدی کی دھوم دُنیا میں پڑی
ہوگئے ظاہر نشاں چشمِ بصیرت دیکھ لے
جذبِ تاثیرِ مسیحائی نفس کے زور سے
سینۂ زخمی کو اب بس ہے مسیحائی علاج
جس کو خواہش ہو حیاتِ جاوداں کی آئے وُہ
پی لیا جامِ محبت جب سے بے خود ہوگئے
نشہ ہے تو اس شرابِ عشق کا جو ہے طہور
ظاہری صُورت نہیں کچھ دل کی کیفیت کو پوچھ
چاہتا ہے وصل گر تو نقشِ ہستی کو مٹا
جاں ہو ایسی ہو جو اس کی راہ میں ہر دم فدا
بڑھ گیا آگے وُہی جو خدمتِ دیں میں بڑھا
خدمتِ اسلام میں دار و رسن کا خوف کیا
رہنمائی سے تری جینا ہے میرا اے خُدا
ہے بھری سینے میں میرے یوں صدا افسوس کی
نفسِ قدسی کی محبت ہے مجھے جی سے پسند

ذرّہ ذرّہ سے نمایاں رازِ کوہِ طُور ہے
چشمِ نرگس بھی شرابِ کیف سے مخمُور ہے
بلبل و قمری کے نغموں سے چمن معمُور ہے
ہو گئی ظلمت شبِ فرقت کی اب کافور ہے
حسنِ محمُودی بھی وُہ عالم میں جو مشہُور ہے
مہدیٔ آخر زماں اس وقت کا مامُور ہے
شوق میں ہر دم بڑھا جاتا دلِ رنجُور ہے
زخم گر اب بھی نہ ہو اچھا تو وُہ ناسُور ہے
زندہ کرنے کو لبِ عیسیٰ پہ ہر دم صُور ہے
چھوڑ دو ناصح! ہمیں یہ بے خودی منظُور ہے
سامنے اس کے بھلا کیا بادۂ انگُور ہے
ہے پڑا دھوکے میں وہ ظاہر پہ جو مغرور ہے
جس کو فکرِ جاں ہے جاناں سے ابھی وہ دُور ہے
دل بھی ہے وُہ دل جو اس کے درد میں مسرُور ہے
اجرِ مزدُوری بقدرِ ہمتِ مزدور ہے
نامِ دینِ خدا جو ہے وہی منصُور ہے
ورنہ مجھ کو روزِ روشن بھی شبِ دیجور ہے
کاسۂ چینی میں جیسے نالۂ فغفُور ہے
ہے سویدا النقش یہ جو قلب میں مستور ہے

خاکسار سید ابوالحسن قدسی

جلسہ سالانہ کے اخراجات کیلئے روپیہ کی ضرورت

احباب کی خدمت میں بارہا عرض کیا جاچکا ہے۔ کہ چونکہ جلسہ سالانہ بہت قریب آگیا ہے۔ اس لئے اخراجات کے لئے روپیہ کی فوری ضرورت ہے۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں ۲۱۸۸۲ روپے جمع ہُوئے تھے۔ اور سنہ ۱۹۳۱ء میں ۲۰۵۸۵ روپے۔ لیکن اس سال ابھی تک اس مد میں کل ۲۹۰۰ روپے جمع ہوئے ہیں۔ حالانکہ تیس ہزار روپے کی اشد ضرورت ہے ہ

چونکہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اور جلسہ سالانہ بالکل قریب آگیا ہے۔ اس لئے احباب سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وُہ ہمت کریں۔ اور اپنے بقائے ادا کریں یا جنہوں نے ابھی تک چندہ ادا نہیں کیا۔ ان سے چندہ وصول کرکے نظارت بیت المال میں ارسال فرمائیں۔ امید ہے۔ کہ دوست اس طرف بہت جلد متوجہ ہونگے ہ

جماعت احمدیہ مصر

۴ جماعت احمدیہ مصر اخویم السید منیر الحصنی کی سرکردگی میں حتے الوسع تبلیغ میں کوشاں رہتی ہے۔ ایام زیر رپورٹ میں قاہرہ میں ان کی ایک شیخ سے گفتگو ہُوئی۔ ایک موقعہ پر دس تعلیم یافتہ اشخاص سے حقیقت احمدیت پر تبادلہ خیالات ہوا۔ نماز کا وقت آنے پر انہوں نے سید منیر آفندی کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اور احمدیہ عقائد کی رزانت کا اعتراف کیا۔ الحمدللہ۔ یوم التبلیغ کے موقعہ پر السید منیر آفندی نے ایک چو ورقہ ٹریکٹ " کیف نحارب التبشیر المسیحی " کے عنوان سے شائع کیا

مبایعین

عرصہ زیر رپورٹ میں دو شخص داخل سلسلہ ہُوئے ہیں (۱) السید عبدالغنی الرفاعی یہ نوجوان تاجر ہیں۔ حیفا اور دمشق میں ان کی دکان ہے۔ تعلیم یافتہ ہیں (۲) سہیلہ القزق یہ السید خضر آفندی القزق کی بیوی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو استقامت، استقلال اور اخلاص عطا فرمائے ہ

درخواست دُعا

بالآخر میں تمام احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ جلد جلد اس ملک میں بھی سلسلہ احمدیہ کو پھیلائے۔ اور ہمیں اخلاص سے خدمت دین کی توفیق بخشے۔ خاکسار اللہ دتا جالندھری از حیفا فلسطین

بیرونی لجنات کے پتے درکار ہیں

مرکزی لجنہ اماءاللہ قادیان کو بیرونی لجنات کے پتے درکار ہیں۔ لہٰذا جہاں ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

بڈھلاڈا ضلع حصار کا الم انگیز حادثہ

مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے حکومت عجلت اور تدبر سے کام لے

دردناک واقعہ

قریباً دو ماہ کا عرصہ ہوا۔ بڈھلاڈا ضلع حصار میں ایک نہایت ہی دردناک حادثہ ظہور پذیر ہوا تھا۔ یعنی پندرہ معصوم اور بے گناہ مسلمانوں کو جن کا سوائے اس کے اور کوئی قصور نہ تھا۔ کہ وُہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتے۔ قرآن مجید کو کتاب اللہ مانتے اور اسلام کو خدائی مذہب قرار دیتے تھے۔ تین ظالم اور سفاک ہندوؤں نے بندوقوں سے مسلح ہو کر گولیوں سے ہلاک کر دیا۔ اور دس مسلمانوں کو شدید مجروح کیا۔ ان گولی کا نشانہ بنائے جانے والوں میں صرف بے قصور مسلمان مرد ہی نہیں تھے۔ بلکہ معصوم اور عفت مآب خواتین بھی شامل تھیں پھر بچوں کو بھی ظالموں نے ہلاک کیا۔ اور راہگزروں کو بھی خاک و خون میں لوٹا دیا۔ یہ قاتل اور خونی اپنے ناپاک ارادوں میں جب بڈھلاڈا میں کامیاب ہو گئے۔ تو انہوں نے تلونڈی کا رُخ کیا۔ اور وہاں بھی اسی بہیمیت۔ بربریت۔ اور انتہائی شیطنت کا لرزہ خیز مظاہرہ کیا۔ آسمان کے فرشتے اس وقت قاتلوں پر نفرین بھیج رہے تھے۔ اور دُنیا کی سعید روحیں انہیں انسانیت کے لئے باعث عار قرار دے رہی تھیں ؂

فساد کی وجہ

اس حادثہ کا باعث جو کچھ ہُوا۔ وُہ ایک سے زیادہ مرتبہ لوگوں کے سامنے آچکا ہے۔ اور دُنیا سمجھ چکی ہے۔ کہ اس سازش کے بانی کون اور کس قماش کے انسان نما درندے ہیں۔ واقعہ صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک مسلمان قصاب مذبح میں گائے ذبح کر کے اس کی کھال اتار رہا ہے۔ معاً سکھوں اور ہندوؤں کی ایک پارٹی وہاں پہونچ جاتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ یہ گائے ہماری تھی۔ جو چُرا کر یہاں لائی گئی۔ پولیس اس معاملہ کو فوراً ہاتھ میں لے لیتی ہے۔ اور قصاب نیز اس شخص کو جس سے گائے خریدی گئی تھی۔ گرفتار کر لیتی ہے۔ ہندوؤں کو یقین دلایا جاتا ہے۔ کہ جرم کے ثابت ہو جانے پر مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ مگر سکھوں اور ہندوؤں کو اطمینان نہیں ہوتا۔ وُہ اس آڑ اور بہانہ میں مسلمانوں کے خون سے اپنے ناپاک ہاتھ رنگنے کا منصوبہ کرتے ہیں۔ ان کے جلسوں میں اشتعال انگیز تقاریر کی جاتی ہیں۔ خفتہ جذبات کو بیدار کیا جاتا ہے۔ قومی غیرت کو برانگیختہ کیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ اگر اس گائے کا بدلہ بڈھلاڈا کے ہندوؤں نے نہ لیا۔ تو یہ ہمیشہ کے لئے ان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا رہے گا۔ ان مسلسل اور متواتر پُرجوش تقریروں کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ ہندو اور سکھ جوش میں بھر جاتے ہیں۔ ایک ہندو کہتا ہے۔ ہمارے انجن کی سٹیم بالکل تیار ہے۔ صرف گاڑیوں کی ضرورت ہے۔ سکھ بولتا ہے اور کہتا ہے۔ گاڑی ہم ہیں۔ انجن اپنا کام کرے۔ یہ جلسہ منڈی میں کیا جاتا ہے۔ برلب سڑک کیا جاتا ہے۔ اور سب کو سُنا کر کہا جاتا ہے۔ کہ ہم مسلمانوں سے عبرتناک انتقام لیں گے ؂

حکام کی افسوسناک غفلت

مسلمانوں کو ان تقاریر اور ہندوؤں کے پُرانے معاندانہ رویہ کو دیکھتے ہُوئے بجا طور پر خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ وُہ ۱۰ اکتوبر کو ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کو جا کر کہتے ہیں۔ کہ ہماری حفاظت کا انتظام کیا جائے۔ مگر حکام اپنے کانوں میں تیل ڈال لیتے ہیں۔ انکی معروضات کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ اور وُہ ناکام واپس چلے آتے ہیں ؂

مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کا قتل

آخر ہندوؤں اور سکھوں کی سازش اپنا رنگ لائی ۱۱ اکتوبر کو مہابیر دل کا جلوس نکالا گیا۔ اور جب چھ بجے شام کو یہ جلوس ختم ہُوا۔ تو اسی وقت تین ظالم اور سفاک ہندو بندوقوں سے مسلح ہو کر خانۂ خدا میں پہونچے۔ مسجد میں صرف ایک شخص ملتا ہے۔ اس سے پوچھتے ہیں۔ نمازی کب آئیں گے۔ وُہ کہتا ہے۔ ذرا ٹھیر کر۔ اس پر یہ لوگ مسجد سے باہر نکلتے ہیں۔ اور جو بھی سامنے مسلمان نظر آتا ہے۔ خواہ وُہ عورت ہے۔ یا بچہ۔ اُسے گولی کا نشانہ بناتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ سات اشخاص فوراً ہلاک اور نو مجروح ہو جاتے ہیں۔ اسی دن اور اسی وقت موضع تلونڈی میں بھی جو بڈھلاڈا سے صرف ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ تین اور آدمی پہونچتے ہیں۔ اور وہاں بھی آٹھ مسلمانوں کو قتل اور ایک کو زخمی کر دیا جاتا ہے ؂

مجرموں کی گرفتاری میں غیر معمولی تاخیر

اس واقعۂ فاجعہ پر دو ماہ گذر چکے ہیں۔ مگر اس وقت تک حکام کی طرف سے مجرموں کی گرفتاری کے لئے کوئی قابلِ ذکر کوشش عمل میں نہیں آئی۔ کس قدر افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ مسلمان ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس سے اپنی حفاظت کی درخواست کرتے ہیں۔ مگر انہیں جو جواب ملتا ہے۔ جس کا صاف الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ حکام نے بروقت [illegible] سے کام نہیں لیا۔ اور [illegible]وں نے عمداً یا سہواً ایسا اغماض برتا جس کا نتیجہ [illegible]وں کے حق میں نہایت ہی افسوسناک ہوا حکام کا رویہ اگرچہ اس وقت بھی قابلِ اعتراض تھا۔ مگر اب جبکہ مجرموں کی گرفتاری میں زیادہ سے زیادہ دیر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ بجا طور پر مسلمانوں کو شکوہ کا حق ہے۔ اور ان کا مطالبہ ہے۔ کہ حکام دانش و بینش سے کام لے کر معاملہ کی اہمیت کو سمجھیں۔ اور جلد سے جلد مجرمین کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہونچائیں ؂

غیر جانب دار حکام کی ضرورت

چونکہ ایسے معاملات میں جو ہندو مسلم تنازعات سے تعلق رکھنے والے ہوں۔ اس امر کا خدشہ ہوتا ہے۔ کہ تفتیش کنندگان بھی کہیں فرقہ وارانہ رو میں نہ بہہ جائیں۔ اور وُہ عدل و انصاف کی کُرسی پر بیٹھے ہُوئے جذباتی رنگ میں کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھیں۔ جو نہ صرف ان کی شان کے شایاں نہ ہو۔ بلکہ عند اللہ اور عند الناس سخت ناپسندیدہ فعل ہو۔ اس لئے حکومت سے ہمارا پُرزور مطالبہ ہے۔ کہ وُہ اس معاملہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہُوئے اس کے لئے غیر جانبدار حکام کا تقرر کرے۔ اور انہیں ہدایت کرے۔ کہ وہ جلد سے جلد مفوضہ کام سے سبکدوش ہوں۔ کون نہیں جانتا۔ اس قتل کے نتیجہ میں کئی عورتیں بیوہ ہو چکی ہیں۔ کئی بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ اور کئی خاندان نانِ شبینہ تک کے محتاج ہو رہے ہیں۔ کئی بچے ایسے ہیں۔ جن کی غمخواری کرنے والا کوئی نہیں رہا۔ کئی عورتیں ایسی ہیں۔ جن کی نگہداشت کرنے والا کوئی نہیں رہا۔ اور کئی خاندان ایسے ہیں۔ جن کو کھلانے۔ اور ان کی پرورش کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں رہا۔

پس اس مصیبت عظمیٰ کو دیکھتے ہوئے کونسی آنکھ ہے جو نمناک نہ ہو۔ کونسا دل ہے۔ جو غمناک نہ ہو۔ اور کونسا انسان ہے۔ جو رحم و شفقت سے نہ پسیجے۔ اس لئے انسانیت کے نام پر شرافت کے نام پر۔ عدل وانصاف کے نام پر متعلقہ حکام سے اپیل کی جاتی ہے۔ کہ وہ مجرموں کو گرفتار کرائیں۔ اور انہیں ایسی عبرتناک سزا دلائیں۔ کہ پھر کمزور اور بے کس مسلمانوں کی طرف کسی دشمن کو آنکھ اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔

مسلمانوں کو دائمی خطرہ

یہ حقیقت بارہا واضح کی جا چکی ہے۔ کہ مشرقی پنجاب کے اضلاع یعنی حصار۔ رہتک۔ کرنال۔ اور گوڑگانواں میں ہندو اکثریت کو مسلمانوں پر ہر طرح غلبہ و اقتدار حاصل ہے۔ اور اسی اکثریت کے بل بوتے پر وہ ہمیشہ مسلمانوں سے برسرِ پیکار رہتے ہیں چنانچہ اسی سلسلہ میں ہربھول نامی ڈاکو نے ٹوہانہ کے گیارہ مسلمانوں کو گولی کے ذریعہ ہلاک کیا تھا۔ پونڈری ضلع کرنال میں ہندوؤں نے ہلاکت آفرین اسلحہ کے ساتھ مسلح ہو کر کئی مسلمانوں کو ہلاک اور متعدد کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ لوہانی۔ بھوانی۔ اور ریواڑی وغیرہ میں بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی۔ اگر اسی طرح اس کسر میں اضافہ ہوتا گیا۔ تو مسلمانوں کے لئے ان اضلاع میں رہنا ناممکن ہو جائے گا۔ اور ان کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ ہوگا۔ کہ وہاں سے نقل مکان کر جائیں۔

ہوشیاری اور مستعدی سے کام لیا جائے

ان حالات میں جہاں حکام کو زیادہ ہوشیاری اور مستعدی سے کام لینا چاہیئے۔ وہاں ہمیں ان کی دانشمندی پر اعتماد رکھتے ہوئے توقع کرنی چاہیئے۔ کہ بڈھلاڈا اور تلونڈی کے مسلمانوں کے قاتلوں کا سراغ لگانے اور انہیں سزا دلانے کے لئے وہ اپنی طرف سے ہر طرح کی کوشش عمل میں لائیں گے۔ اور ثابت کر دیں گے کہ انصاف اور عدل کے قیام کے لئے وہ ہر ممکن قربانی کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

ہمیں جہاں تک معلوم ہوا ہے۔ یہ ہے۔ کہ اس سنگین واردات کی تفتیش کے لئے ایک انگریز چار ہندو اور چار مسلم اصحاب کا تقرر کیا گیا ہے۔ ایسے موقعہ پر غیر جانبدارانہ طور پر معاملات کی تفتیش کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ پس متعلقہ حکام سے ان مذکورہ بالا گزارشات کے ساتھ ہمیں انصاف کی پوری توقع ہے امید ہے۔ کہ وہ بہت جلد مجرموں کو گرفتار کر لے گے اور اس کے تہ میں جو خطرناک سازش مسلمانوں کے خلاف کام کرتی نظر آ رہی ہے۔ اس کا پوری طرح قلع قمع کر کے مسلمانوں کے زخمی قلوب پر مرہم رکھیں گے۔ ایسا نہیں ہوگا۔ کہ وہ اور نمک پاشی کر کے ان کا دنیا میں جینا محال بنا دیں۔

انجمن امداد المسلمین کی قراردادیں

اس ضمن میں ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکام کو ہم بڈھلاڈا کی انجمن امداد المسلمین کی ان قراردادوں کی طرف بھی توجہ دلائیں۔ جو گزشتہ دنوں انہوں نے متفقہ طور پر منظور کی تھیں۔ اور جن کی نقول گورنر۔ انسپکٹر جنرل پولیس۔ ڈپٹی کمشنر۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ اور پریس کو بھیجی گئی تھیں۔ ان قراردادوں میں سے پہلی یہ ہے۔ کہ چونکہ بڈھلاڈا اور اس کے گرد و نواح کے مسلمان ہر وقت شدید خطرہ میں ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ مسلمانان بڈھلاڈا کو قانون اسلحہ سے مستثنےٰ کر دے۔ یہ قرارداد جس قدر اہم ہے محتاج بیان نہیں۔ موجودہ حالات میں مسلمانوں کے پاس ہتھیاروں کا موجود رہنا نہایت ضروری ہے۔ اگر مسلمان نہتے ہوں۔ اور مخالف ہلاکت آفرین اسلحہ سے مسلح۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مسلمانوں میں بزدلی اور دون ہمتی پیدا ہو جائے گی۔ اور مخالف طاقت انہیں ایک نہ ایک دن بالکل کچل کر رکھ دے گی۔ پس گورنمنٹ کا فرض ہے کہ مسلمانوں کی حفاظت کے نقطۂ نگاہ سے انہیں ہتھیار رکھنے کی کھلی اجازت دیدے۔

تعزیری پولیس اور تعزیری ٹیکس

دوسری قرارداد میں گورنمنٹ سے درخواست کی گئی ہے کہ چونکہ بڈھلاڈا کا واقعہ ایک گہری ہندوانہ سازش کا نتیجہ ہے۔ اس لئے علاقہ میں تعزیری پولیس مقرر کی جائے۔ جس کے اخراجات ہندوؤں اور سکھوں سے وصول کئے جائیں۔ اس قرارداد پر ممکن ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں کو اعتراض ہو۔ لیکن بادی النظر میں انہیں اعتراض کا کوئی حق حاصل نہیں۔ گورنمنٹ کا یہ دستور ہے۔ کہ وہ ایسے علاقوں میں جہاں دہشت انگیزی کے واردات رونما ہوں۔ تعزیری پولیس مقرر کرتی۔ اور اس کے اخراجات انہی لوگوں سے وصول کرتی ہے۔ جو شورش کے بانی اور وجہ فساد ہوں۔ اس کی مثال میں چٹاگانگ (بنگال) کا ایک مشہور واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ وہاں سرکاری اسلحہ خانہ پر چند بنگالی نوجوانوں نے چھاپا مارا تھا۔ گورنمنٹ نے ان کی گرفتاری کے لئے تمام وسائل اختیار کئے۔ اور انعام بھی مقرر کئے۔ مگر کسی کو گرفتار نہ کر سکی۔ اس پر گورنمنٹ کو یقین ہو گیا۔ کہ مقامی ہندو مجرموں کو چھپاتے۔ اور ان کی گرفتاری میں حائل بنتے ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ نے نوٹس دے دیا۔ کہ فلاں تاریخ تک اگر تم ملزموں کا پتہ نہیں دو گے۔ تو تم پر جرمانہ کیا جائے گا۔ جس کی مقدار ۸۰ ہزار روپیہ ہوگی۔ ہندو اس جرمانہ پر بے حد چراغ پا ہوئے مگر گورنمنٹ نے اس حکم کو جاری کر دیا۔ چنانچہ ۳۰۔ نومبر کو گورنر بنگال نے ایک ڈنر کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ

"یہ بات شک و شبہ سے بالا تر ہے۔ کہ ہندوؤں کی اکثریت نے جنہوں نے انقلابی یا دہشت انگیزانہ سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیا اپنے رجحان سے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ وہ دہشت پسندوں کے طریقوں کی حمایت کرتے ہیں۔ جب تک ہندوؤں میں اس قسم کا طبقہ موجود ہے تب تک گورنمنٹ پر یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ کہ وہ کیوں ایک خاص طبقہ کو جرمانوں اور ٹیکسوں سے مستثنیٰ قرار نہیں دیتی" (پرتاپ ۲ دسمبر)

اسی طرح ہوس آف کامنز میں اس سوال کے جواب میں کہ آیا چٹاگانگ پر جو جرمانہ کیا گیا ہے۔ کیا اس قسم کے جرمانے صورت حالات کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہونگے۔ سر سیموئل ہور وزیر ہند نے یہی جواب دیا۔ کہ "دہشت انگیزی کی خطرناک تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے اس قسم کی کارروائی نہایت ضروری تھی" (پرتاپ ۲ دسمبر)

پھر ابھی بنگال گورنمنٹ نے تھانہ نندی گام کے ۹۔ دیہات کے لوگوں پر دو ہزار اور ضلع میدنا پور کے پانچ دیہات کے لوگوں پر ایک ہزار روپیہ اس لئے جرمانہ کیا ہے کہ ان لوگوں کی سرگرمیاں قانون اور انتظام کی بحالی کے منافی تھیں۔

پس اگر گورنمنٹ بنگال اس لئے چٹاگانگ اور دوسرے اضلاع کے دیہات کے ہندوؤں پر جرمانہ کر سکتی ہے۔ کہ ان کی سرگرمیاں قانون اور امن کے منافی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ بڈھلاڈا ضلع حصار کے ہندوؤں اور سکھوں پر اسی قسم کے تعزیری ٹیکس عائد نہ کئے جائیں۔ جبکہ ان لوگوں کی سرگرمیاں بھی امن کے لئے پیغام موت سے کسی طرح کم نہیں۔ اور جبکہ یہ لوگ بھی مجرموں کو چھپاتے۔ اور ان کی گرفتاری میں حائل بنتے ہیں۔ ساری دنیا جانتی ہے۔ ہربھول نامی ڈاکو ایک لمبے عرصہ تک غائب رہا۔ اور وہ پولیس کو نہیں ملا۔ آخر وہ کس جگہ رہا۔ یہی ہندو اور سکھ اسے پناہ دیتے تھے۔ اسی طرح موجودہ قاتلوں کو بھی یہ لوگ امداد دے رہے ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ ان پر تعزیری ٹیکس عائد نہ ہوں۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس علاقہ میں مسلمانوں کی حفاظت کے لئے تعزیری پولیس مقرر نہ کی جائے۔

مالی امداد کی درخواست

اسی طرح انجمن امداد المسلمین نے ایک یہ قرارداد بھی منظور کی ہے۔ کہ مقتولین اور مجروحین کے پسماندگان اور متوسلین کو مالی امداد بہم پہنچائی جائے۔ یہ مطالبہ بھی نہایت معقول ہے۔ اور اگرچہ اس غرض کے لئے حصار شہر میں ایک کمیٹی بھی بنی ہوئی ہے۔ اور ڈپٹی کمشنر حصار نے اسی فنڈ میں ریڈ کراس سوسائٹی کی طرف سے چارسو روپیہ بھی دیا تھا۔ جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی معرفت تقسیم کر دیا گیا۔ تاہم ابھی بہت سی بیواؤں۔ یتامیٰ۔ اور مفلوک الحال مسلمانوں کے لئے روپیہ کی بے حد ضرورت ہے۔ ہم ان تمام امور کی طرف متعلقہ حکام کو توجہ دلاتے ہیں۔ اور درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کو ہندوؤں کے رحم پر نہ چھوڑیں۔ بلکہ جلد سے جلد ان کی حفاظت کا ایسا معقول انتظام فرمائیں۔ کہ دنیا ان کی انصاف پسندی کی داد دے۔ اور ان کا نام تاریخ عالم کے عادل حکام کی فہرست میں نہایت روشن اور چمکتے ہوئے حروف میں لکھا جائے۔

اخبار الفضل قادیان دار الامان ۔ مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۳۲ء

نمبر ۶۹ جلد ۲۰

احمدیت کے متعلق مضمون

مولوی ثناء اللہ امرتسری کیوں زندہ رہے؟

رجعتِ بروزی کے ماتحت مولوی ثناء اللہ اور میاں نذیر حسین دہلوی میں مشابہت

وضعِ دنیا کا دوری ہونا

حضرت آقائے نامدار سید الاولیا و خاتم الخلفا سردار آخرین موعود مرسلین سیدنا و مولانا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے۔ کہ خدائے حکیم و علیم نے وضعِ دنیا دوری رکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ پیدا ہوتے ہیں۔ نیک نیکوں کے اور بد بدوں کے۔ لیکن بایں ہمہ یہ امر مخفی ہوتا ہے عام زور و شور سے ظاہر نہیں ہوتا لیکن آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا۔ .... یعنی گزشتہ لوگ جو مر چکے ہیں۔ ان کے ساتھ آخری زمانہ کے لوگ ایسی اتم اور اکمل مشابہت پیدا کریں گے۔ گویا وہی آ گئے" نزول المسیح حاشیہ

قرآن و حدیث سے تصدیق

مندرجہ بالا کلام ایک اصلی حقیقت اور اعلیٰ دقیقہ معرفت ہے۔ جو نہ صرف کتب سابقہ اور احادیث نبویہ سے تصدیق یافتہ ہے۔ بلکہ قرآن شریف کی متعدد آیات بالخصوص اھدنا الصراط المستقیم الخ (سورۂ فاتحہ) اور حرام علیٰ قریۃ الخ (سورہ الانبیا) سے بتصریح ثابت ہے پس حسب وعدہ رجعت ضروری ہے۔ کہ جسقدر سعدا اور جسقدر اشقیا بعید در بعید یا قریب در قریب گزشتہ زمانہ میں ہو گزرے ہیں۔ اس زمانہ میں ان سب کی رجعت بروزی ہو۔

رجعت بروزی کا تقاضا

اسی رجعت موعودہ کا ہی یہ تقاضا تھا۔ کہ اس زمانہ میں تمام گزشتہ انبیاء بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت سرور کائنات صلعم کی رجعت نبیوں کے کامل نمونہ حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باجود سے اور تمام گزشتہ صلحا بالخصوص اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رجعت احمدیہ جماعت کے افراد کا ملہ سے اور تمام گزشتہ مخالفین اور منکرین بالخصوص یہود نا مسعود کی رجعت تمام نہاد علماء اسلام کے ذریعہ سے اور تمام گزشتہ مشرکین اور ضالین کی رجعت عیسائی پادریوں کے ذریعہ کمال حد کمال کو پہنچی۔ اور انبیاء علیہم السلام کے علاوہ اگر گزشتہ اکابر صلحا اور نامی مکذبین کی رجعتوں کا تمام بنام علیحدہ حساب کیا جائے۔ تو ان رجعتوں کی کئی لاکھ تک نوبت پہنچتی ہے۔ جن کا تفصیلاً ذکر کرنا نہ ہی اس وقت میرا مقصود ہے۔ اور نہ ہی اس مضمون کے یہ چند صفحے اس کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ اس وقت وعدۂ رجعت سے ایک اہم معاملہ پر کچھ روشنی ڈالنا میرے پیش نظر ہے۔ اور وہ یہ کہ جبکہ خدا کا کلام برحق ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کا بیان ہر پہلو سے حق اور حقیقت سے پر ہے۔ تو کیونکر ممکن ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب والے آخری فیصلہ کی کوئی مثال پہلے موجود نہ ہو۔ ہاں یہ ضروری نہیں۔ کہ اس مثال کا پہلا اور اصلی مظہر زمانہ بعید میں ہی قائم اور ظاہر ہو چکا ہو بلکہ اسی زمانہ رجعت کے شروع شروع میں ہی ایسی مثال کا قائم ہو جانا جو بطور اصل اور حقیقت اول کے قرار دی جائے۔ نہ صرف رجعت ثانی کے مفہوم کو ہی کماحقہٗ ثابت اور پورا کرنے کے لئے کافی ہے بلکہ اس کے اصلی اور واقعی طور پر پہلے قائم اور ظاہر ہو چکنے کا ایک یقینی اور قطعی ثبوت ہے۔

مولوی ثناء اللہ والے آخری فیصلہ کی مثال

اس اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے خاکسار نے اس بات کی تلاش کی کہ گزشتہ مکذبین صداقت کی سوانح زندگی سے کوئی ایسی مثال مل جائے جس کے رو سے مولوی ثناء اللہ کے زندہ رہنے پر پوری پوری روشنی پڑ سکے۔ اور یہ امر بپایہ یقین تمام پہنچ سکے۔ کہ گزشتہ زمانہ کے فلاں خاص مکذب صداقت کی رجعت ثانی حسب وعدہ خداوندی مولوی ثناء اللہ صاحب کے وجود میں ہو بہو ظاہر ہوئی چنانچہ خدا تعالےٰ کے فضل و رحم سے بطفیل اپنے حبیب حضرت احمد قادیانی میری دستگیری فرمائی۔ اور میری تلاش کو بارآور فرمایا۔ اور خاکسار کو ایک ایسی مثال مل گئی۔ جس کے ہوتے ہوئے اب شک کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے وجود کے ذریعہ ایک گزشتہ مکذب صداقت کی رجعت بروزی بڑے زور شور سے ظاہر ہوئی ہے اور وہ مثال قطعاً ایسی نہیں جس کے یقینی اور قطعی ہونے پر بُعد زمانی یا مکانی یا نقص روایت یا درایت راوی یا کسی نام یا مشہوری کی وجہ سے کوئی شک و شبہ یا بے اعتباری کا احتمال ہو سکے۔ کیونکہ خاص اسی زمانہ کے شروع شروع میں۔ اسی سرزمین پنجاب میں۔ اسی فرقہ اہلحدیث کے بڑے مشہور محدث کے ساتھ۔ اور اسی ثناء اللہ کے روحانی جد امجد کے ساتھ بعینہٖ یہی واقعہ۔ یہی "آخری فیصلہ" یہی قسم۔ یہی حالت۔ یہی وجہ زندگی۔ اور یہی نتیجہ قائم اور برپا ہو چکا ہے جس کا آج اشتہار "آخری فیصلہ" کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی حالت۔ صورت۔ طرز۔ شکل۔ اور وجہ زندگی میں ظہور اور بروز ہوا ہے۔ چنانچہ جس کے کان سننے کے ہوں۔ وہ کان کھول کر سنے۔ اور جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہوں۔ وہ چشم وا کر کے دیکھے۔ خدا کے برگزیدہ نبی حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں رقمطراز ہیں:۔

"اگر کوئی قسم کھا کر یہ کہے۔ کہ فلاں مامور من اللہ جھوٹا مفتری دجال اور بے ایمان ہے۔ حالانکہ وہ خدا کی طرف سے صادق ہو۔ اور یہ شخص جو اس کا مکذب ہے۔ مدار فیصلہ یہ ٹھہرائے۔ اور جناب الٰہی میں یہ دعا کرے، کہ اگر یہ صادق ہے۔ تو میں پہلے مروں۔ اور اگر کاذب ہے۔ تو میری زندگی میں یہ شخص پہلے مر جائے۔ تو خدا ضرور اس شخص کو ہلاک کرتا ہے۔ جو اس قسم کا فیصلہ چاہتا ہے۔ مقام بدر میں یہی دعا ابو جہل نے کی تھی۔ سو اسی دعا کے بعد وہ آپ ہی مارا گیا۔ یہی دعا مولوی اسمٰعیل علی گڑھ والے نے اور مولوی غلام دستگیر قصوری نے میرے مقابل پر کی تھی۔ جس کے ہزاروں انسان گواہ ہیں پھر بعد اس کے وہ دونوں مولوی صاحبان فوت ہو گئے"

اور

"نذیر حسین دہلوی جو محدث کہلاتا ہے۔ میں نے بہت زور دیا تھا۔ کہ وہ اسی دعا کے ساتھ فیصلہ کرے۔ لیکن وہ ڈر گیا۔ اور بھاگ گیا۔ اس روز دہلی کی شاہی مسجد میں، ہزار کے قریب لوگ جمع تھے۔ جب اس نے انکار کیا۔ اسی وجہ سے وہ اب تک زندہ رہا۔" (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۳۵)

میاں نذیر حسین دہلوی کا فرار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی پر بس نہیں فرماتے بلکہ حوالہ مندرجہ بالا میں فقرہ "میں نے بہت زور دیا تھا" کے آخری لفظ "تھا" پر نشان دے کر حاشیہ میں اس واقعہ کی ایسی وضاحت فرماتے ہیں۔ جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ "آخری فیصلہ" کی دعوت اور اس دعوت کو نامنظور کرنے کی وجہ سے زندہ رہنا۔ صرف ثناء اللہ ہی سے مخصوص نہیں۔ بلکہ بعینہٖ اسی "آخری فیصلہ" کی دعوت اور اس دعوت کو منظور نہ کرنے کی وجہ سے زندہ رہنا۔ میاں نذیر حسین دہلوی کے ذریعہ بھی ظاہر ہو چکا ہے۔ چنانچہ ذرا غور سے ملاحظہ ہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"اس بات کو تقریباً نو برس کا عرصہ گزر گیا۔ کہ جب میں دہلی گیا تھا۔ اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوتِ دین اسلام کی گئی تھی

تب ان کے ہر ایک پہلو سے گریز دیکھ کر اور ان کی بد زبانی اور دشنام دہی کو مشاہدہ کر کے **آخری فیصلہ** یہی ٹھہرایا گیا تھا۔ کہ وہ اپنے اعتقاد کے حق ہونے کی قسم کھا لے۔ لیکن وہ بھاگ گیا۔ اسی بھاگنے کی برکت سے اب تک اس کو عمر دی گئی۔" (اربعین نمبر ۴ ص۱۳ حاشیہ)

مشابہت تامہ

اب اس مندرجہ بالا حوالہ کے مطالعہ اور ملاحظہ کے بعد کوئی ہے۔ جو اسبات سے انکار کر سکے۔ کہ اشتہار آخری فیصلہ کے بعد مکذب امرتسری کا زندہ رہنا۔ بعینہٖ وہی وجہ نہیں رکھتا۔ جو وجہ مکذب دہلوی کے ساتھ آخری فیصلہ ٹھہرائے جانے کے بعد اس کی زندگی کا موجب ہوئی۔ کیا کوئی ہے۔ جو ثابت کر سکے۔ کہ مکذب امرتسری اشتہار "آخری فیصلہ" کے شائع ہونے پر بعینہٖ اسی طرح نہیں ڈرا۔ بعینہٖ اسی طرح نہیں بھاگا۔ بعینہٖ اسی طرح اسکو قبول کرنے سے اس نے انکار نہیں کیا۔ جس طرح دہلی والے "آخری فیصلہ" کے قائم ہونے پر مکذب دہلوی ڈرا۔ بھاگا۔ اور اس کو قبول کرنے سے اس نے انکار کیا۔ اگر نذیر حسین دہلوی کے ڈر جانے اور انکار کرنے کی محض علمی اور قولی شہادت موجود ہے۔ تو ثناء اللہ کے ڈر جانے اور انکار کرنے کی اس سے بدرجہا بڑھ کر اشتہار "آخری فیصلہ" کے جواب میں خود مولوی ثناء اللہ امرتسری کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی شائع شدہ یہ شہادت کہ

"یہ تحریر مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے"۔ (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء) موجود ہے۔ اگر مکذب دہلوی کے ساتھ آخری فیصلہ ٹھہرائے جانے کی یہ وجہ ہوئی۔ کہ اس نے دعوت الحق کے قبول کرنے سے نہ صرف انکار کیا۔ بلکہ اس کے جواب میں بد زبانی اور دشنام دہی شروع کر دی۔ تو بعینہٖ یہی وجہ بعنوان "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" والے اشتہار کے شائع ہونے کی ہوئی۔ جیسا کہ اشتہار مذکور کے شروع اور آخر میں اس کے شائع ہونے کی یہی وجہ درج ہے چنانچہ حضور فرماتے ہیں

"میں ثناء اللہ کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ان کی بد زبانی حد سے بڑھ گئی"۔

غرض مکذب دہلوی سے "آخری فیصلہ" اور مکذب امرتسری سے آخری فیصلہ "حقیقت الامر میں ایک ہیں۔ اور ان دونوں میں ذرہ بھر بھی تفاوت نہیں۔ بلکہ ہر دو فیصلے ایسی مشابہت تامہ رکھتے ہیں۔ کہ اس کی نظیر شاذ و نادر والا معاملہ ہے۔ کیونکہ نفس مضمون میں ہر دو فیصلے ایک۔ ہر دو فیصلوں کے ٹھہرائے جانے کی وجہ ایک۔ ان ہر دو فیصلوں کے مخاطب بھی اعتقادی اور عملی حیثیت میں ایک اور روحانی حیثیت میں باپ بیٹا ہونے میں ایک۔ پھر ان ہر دو فیصلوں کے الفاظ بھی ایک۔ ان کے عملدرآمد نہ ہو سکنے کی وجہ بھی ایک۔ ان ہر دو فیصلوں کے ٹھہرائے جانے کی وجہ اور ان کی غرض و غایت بھی ایک

غرض ان ہر دو آخری فیصلوں میں ایسی یگانگت ہے۔ کہ ناممکن بلکہ محال ہے۔ کہ کوئی ایک ذرہ بھر بھی تفریق کر سکے۔ اب وہ کونسی عقل یا حساب یا علم ہے۔ جو یہ کہہ سکے۔ کہ جب نفس الامر میں دونوں چیزیں ایک ہی ہوں۔ تو مآل اور انجام میں ان دونوں میں ایک ذرہ بھر بھی تفریق ہو سکے گی۔ ایسا ہونا تو محال عقلی و نقلی ہے۔ پس عقلاً اور نقلاً "امرتسری آخری فیصلہ" کا بھی وہی انجام اور نتیجہ ہونا چاہیئے۔ جو "دہلی کے آخری فیصلہ" کا ہوا۔ یعنے یہ کہ امرتسری مکذب بھی "آخری فیصلہ" ثانیہ کے بعد اسی طرح زندہ رہے۔ جس طرح دہلوی مکذب "آخری فیصلہ" اولیٰ کے بعد زندہ رہا۔ کیونکہ وجہ زندگی ہر دو مکذبین میں ایک ہے۔ یعنے "آخری فیصلہ سے ڈر کر اس کو نامنظور کرنا" یہی وجہ مکذب دہلوی کی زندگی کا موجب ہوئی۔ اور یہی وجہ مکذب امرتسری کی زندگی کا موجب ہے۔ بلکہ یہ وجہ امرتسری مکذب میں بدرجہ اولیٰ پائی جاتی ثابت ہے۔ پس اس سارے بیان سے ظاہر و باہر ہے کہ یہ دونوں مقلد مکذب ایسی مشابہت تامہ رکھتے ہیں۔ کہ کہہ سکتے ہیں کہ دہلوی مکذب اپنی رجعت ثانیہ میں مولوی ثناء اللہ امرتسری ہے اور مکذب امرتسری بروزی حقیقت میں میاں نذیر حسین دہلوی ہے اور ان ہر دو کے "من تو شدم تو من شدی" ہونے کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایکطرف تو وعدہ رجعت پورا ہو جائے۔ جو قرآن شریف میں اس زمانہ کے لئے قرار پا چکا ہے۔ اور دوسری طرف مکذب دہلوی نے دعوت الحق سے گریز کرنے۔ بد زبانی اور دشنام دہی کرنے اور بالآخر آخری فیصلہ کے ٹھہرائے جانے پر بھاگ جانے اور اس بھاگ جانے کی وجہ اور برکت سے زندہ رہنے سے جو کمی اور کسر باقی رکھی تھی۔ اس کمی اور کسر کو بذریعہ اپنے بروز تام یعنی مکذب امرتسری کے پورا کرے۔ چنانچہ جس خوبی اور کمال سے مکذب دہلوی کی کمی اور کسر کو مکذب امرتسری نے پورا کیا ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں ؎

مماثلت کی وجہ

اگر ہم غور کریں۔ تو ہمیں معلوم ہوگا۔ کہ ایسا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ یہ زمانہ حسب تصریح کلام اللہ رجعت ثانیہ یعنے رجعت بروزی کا زمانہ ہے۔ اور کیونکر ممکن تھا۔ کہ جب اس زمانہ میں گزشتہ اشقیا ابوجہل وغیرہ تو مولوی غلام دستگیر قصوری وغیرہ کی بروزی صورت اختیار کر کے ظاہر ہوں۔ اور بعینہٖ ابوجہل کی طرح مدار فیصلہ "سچے کی زندگی میں جھوٹے کا مر جانا" نڈر ہو کر منظور کرنے کی وجہ سے مر کر اپنی موت سے خود صادق کی سچائی کو روشن کر جائیں لیکن آخری فیصلہ سے ڈر کر منظور نہ کرنے کی وجہ سے عمر پانے والے کی دنیا میں پہلی مثال اپنی کوئی بروزی صورت اور شکل اختیار کر کے ظاہر نہ ہو۔ اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ لازم آتی ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ ایکطرف تو آخری فیصلہ سے ڈر کر نامنظوری کیوجہ سے زندہ رہنا نظر عامہ میں ایک نرالی بات بن رہی تھی۔ اور سطحی عقل

حضرت مسیح موعود کی صداقت کو مشتبہ قرار دے رہی تھی۔ اور نیز زمانہ گزشتہ میں اسی طرز کا واقعہ پیش آنا ثابت ہونا اگر غیر ممکن نہ تھا۔ تو شاذ ضرور تھا۔ اور بالفرض محال کوئی مثال مل بھی جاتی۔ تو علاوہ ہزار ہا قسم کے شکوک اور اعتراضات کے کوئی ایسی یقینی اور قطعی حجت نہ ہوتی اور ممکن بلکہ اغلب تھا۔ کہ اس واقعہ کو بعد زمانہ نبوت کی وجہ سے محض من گھڑت قصہ قرار دیا جاتا۔ اور دوسری طرف اگر ثناء اللہ والے واقعہ خاص کی کوئی اصل مثال میسر آتی۔ تو خدا کی کتاب پاک میں اس زمانہ کا نام "زمان الرجعت" رکھا جانا باطل ہوتا تھا۔ پس اس لئے خدا کی مصلحت اور حکمت نے اس زمانہ کے شروع شروع میں ہو بہو یہی واقعہ بطور اصل اور حقیقت اولیٰ کے قائم کر کے اس کو بالکل محفوظ کر دیا۔ لیکن مکذب دہلوی کا بالآخر مسیح موعود کی زندگی میں ہی مرنا اور اس مرنے کی وجہ سے بازار تکذیب سے اس کا نام مٹ جانا۔ یہ ایسا امر تھا۔ کہ گویا خدا تعالےٰ کی حکمت اور مصلحت نے اس کو قدرے پردہ اخفاء میں ڈال دیا۔ اور یہ اس لئے کہ مکذب دہلوی کا وجود بطور ایک اصل اور حقیقت اولیٰ کے قرار پا جائے۔ تا اس کے دوبارہ ظاہر ہونے پر ایک طرف تو رجعت بروزی کا مفہوم پوری طرح صادق آ سکے۔ اور دوسری طرف اس واقعہ کے دوبارہ ظہور اور بروز ہونے پر اس کی اصل اور پہلی قائم شدہ مثال دیعنے دہلی والے قصہ سے منکرین حق کو انکار کی قطعاً کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

مکذب دہلوی اور مکذب امرتسری

اس تمام عبارت کا حاصل کلام یہ ہے۔ کہ جس طرح نڈر ہو کر آخری فیصلہ کو منظور کرنے والوں کے رئیس ابوجہل کی رجعت ثانیہ غلام دستگیر قصوری وغیرہ کے لباس میں ظاہر ہوئی۔ اسی طرح آخری فیصلہ سے ڈر کر بھاگ جانے والوں کے سردار مکذب دہلوی کی رجعت بھی حسب وعدہ قرآن شریف اور حسب تشریح کلام حضرت مسیح موعود مکذب امرتسری کے ذریعہ ہوئی۔ اور اس رجعت کی خاص غرض یہ تھی۔ کہ تا ثابت کیا جائے۔ کہ آخری فیصلہ کی دعا کو نڈر ہو کر منظور کرنے والے اور ڈر کر منظور نہ کرنے والے عملاً ایک ہی جنس نہیں۔ کہ انکو نتیجۃً ایک ہی طرز کی سزا یعنے سزائے موت دی جائے۔ بلکہ دونوں وجود آپس میں بالکل متناقض اور متضاد حیثیتیں رکھتے ہیں۔ کیونکہ کوئی عقل کوئی لغت کوئی حساب اور کوئی ادراک "نڈر ہونا اور ڈرنا" "منظور کرنا اور منظور نہ کرنا" ایک ہی قرار نہیں دے سکتا۔ اور اگر کوئی انکو ایک قرار دیتا ہے۔ تو اس کا ایسا کرنا گویا "نہ اور ہاں" کی ضدین کو آپس میں جمع کرتا ہے۔ جو بالبداہت باطل ہے۔ علاوہ ازیں اگر "نڈر ہو کر منظور کرنا" "ڈر کر منظور نہ کرنا" ایک ہی چیز ہے۔ تو اس سے خدا تعالےٰ کے تواب غفور اور رحیم ہونے پر ایک ننگ میں حملہ ہے اور "من یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ" کے اٹل قانون کا نعوذ باللہ بطلان ثابت کرتا ہے۔ جو کلی محال ہے۔ پس یہ بات عقلاً نقلاً عرفاً اور شرعاً محال اور باعتبار سنت الٰہیہ کے بالکل ناممکن اور محال ہے کہ نڈر ہو کر آخری فیصلہ کی دعا کو منظور کرنے والا اور الٰہی دعا کو ڈر کر منظور نہ

کرنے والا" ایک ہی لاٹھی یعنے سزائے موت سے ہانکے جائیں۔ نہ ایسا کبھی پہلے ہوا۔ نہ اب ہوتا ہے۔ اور نہ کبھی آئندہ ہو سکتا ہے۔ پس اگر خدا کا کلام حق ہے۔ اور یقیناً حق ہے۔ اور اگر خدا علیم حکیم۔ تواب اور غفور ہے۔ اور یقیناً وہ ایسا ہی ہے۔ اور اگر **من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ** خدا کا مقرر کردہ اٹل قانون ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے۔ اور اگر "نہ اور ہاں" یا "ڈرنا اور نہ ڈرنا" یا "منظور کرنا اور منظور نہ کرنا" اپنی حقیقت کی رو سے عقلاً اور نقلاً ایک ہی چیز قرار نہیں دئے جا سکتے۔ اور یقیناً ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو یقیناً یہ بات بھی حق اور خالص سچ ہے۔ کہ آخری فیصلہ کی دعا کو نڈر ہو کر منظور کرنے والا اور اسی دعا کو ڈر کر منظور نہ کرنے والا یقیناً کسی بھی وجہ سے ایک نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی دونوں ایک ہی سزائے موت کے مستحق قرار دئے جا سکتے ہیں۔ نڈر ہو کر آخری فیصلہ کی دعا کو زبانی اور عملی طور پر منظور کرنے والا یقیناً ایک سال کے اندر اندر ضرور مر جائے گا۔ کیونکہ اس نے نخوت اور تکبر سے خدا کے قہر کو قبول کیا۔ پس اس کا مرنا حد ایک سال کے اندر اندر یقینی اور قطعی امر ہے۔ لیکن ڈر کر آخری فیصلہ کی دعا کو قولی اور فعلی طور سے منظور نہ کرنے والا یقیناً خدا کے رحم اور غفران کا مستحق ہے۔ کیونکہ اس نے فروتنی اختیار کی۔ اور عاجزی سے آخری فیصلہ کے پیالہ موت کو اپنے لئے بخوشی یا بجبوری قبول کرنے سے قولاً و فعلاً پہلو تہی اختیار کی۔ پس اس کا بچ جانا اور زندہ رہنا ایک یقینی امر ہے۔

ڈرنے اور نہ ڈرنے والوں میں بیّن امتیاز

الغرض مکذب دہلوی کی رجعت کا ہونا ضروری اور لابدی امر تھا تا کہ نڈر ہو کر آخری فیصلہ کو قبول کرنے والوں اور ڈر کر قبول نہ کرنے والوں میں ایک بیّن امتیازی فرق قائم ہو جائے۔ اور تا اس اعتراض کو جو عبد اللہ آتھم کے متعلق پیشگوئی میں رجوع کرنے پر کیا گیا تھا۔ بالکل پاش پاش کیا جائے۔ اور ثابت کیا جائے۔ کہ خدا تعالےٰ کے قول **من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ** کا یہی مطلب ہے۔ کہ منکر سے منکر اور مکذب سے مکذب اگر ذرہ بھر بھی نیکی کرے تو خدا تعالیٰ اسکی نیکی کو قبول فرماتا ہے۔ تا ثابت ہو۔ کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر بہت بھاری یعنے بدرجہا زیادہ سبقت لے گئی ہے۔

پس اس یقینی اور قطعی برہان کی رو سے ثابت ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا زندہ رہنا محض اس وجہ سے ہے۔ کہ اس نے آخری فیصلہ کی دعا کو ڈر کر قولاً اور عملاً منظور نہیں کیا۔ جیسا کہ ثابت ہے۔ اور جس طرح مکذب دہلوی کو دہلی والے آخری فیصلہ کی قسم سے صرف بھاگنے کی برکت سے عمر ملی۔ اسی طرح مولوی ثناء اللہ امرتسری کو اشتہار آخری فیصلہ کی دعا کے صرف منظور نہ کرنے کی وجہ سے اب تک عمر دی گئی۔ ماسوا کوئی اور وجہ اس کے زندہ رہنے کی قطعاً نہیں۔ یعنی یہ وجہ نہیں۔ کہ چونکہ ثناء اللہ بالمقابل مسیح موعود صادق ہے۔ اس لئے وہ زندہ ہے۔ بلکہ فقط یہ وجہ ہے کہ چونکہ آخری فیصلہ سے بھاگ گئے والا ہے۔ اس لئے زندہ ہے۔

مولوی ثناء اللہ کی زندگی کا اصل باعث

پس یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا زندہ رہنا اس کے آخری فیصلہ سے ڈر کر بھاگ جانے کی برکت کی وجہ سے ہے۔ نہ کہ اس کے برخلاف کسی اور وجہ سے یعنی یہ وجہ ہرگز نہیں۔ کہ چونکہ وہ صادق ہے۔ اس لئے وہ زندہ ہے۔ بلکہ صرف یہ وجہ ہے۔ کہ چونکہ وہ اپنے جد امجد نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کا بروز اتم ہے اس لئے زندہ ہے۔ اور اس کی موجودہ زندگی اور اس کے صادق ہونے کا آپس میں قطعاً کوئی تعلق یا واسطہ نہیں۔ اور نہ ہی کوئی عقل موجودگی وجوہات پیشکردہ مذکورہ مکذب امرتسری کی زندگی کو اس کے صادق ہونے کی وجہ یا دلیل یا نشان قرار دے سکتی ہے

خلاصہ کلام

پس یہ سوال کہ مولوی ثناء اللہ کو کیوں عمر دی گئی۔ یا مولوی ثناء اللہ آخری دعا کے ہوتے ہوئے کیوں زندہ رہا۔ اس کا ایک جواب تو خود مولوی صاحب کے نائب اور قائم مقام کی طرف سے جو اس نے اشتہار آخری فیصلہ کے جواب میں شائع کیا ہے۔ یہ ہے:۔

"کہ قرآن کہتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تا وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیویں"۔ (اخبار اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

اور حضرت حجۃ اللہ۔ خاتم الخلفاء۔ حکم ربانی۔ ہادی آخر الزمان مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام سے جو آنحضور نے بطور اصل میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کی نسبت لکھا اور جس دہلوی مکذب کی رجعت ثانیہ کے مظہر اتم مولوی ثناء اللہ امرتسری بروئے واقعات ثابت ہو چکے ہیں۔ یہ ہے:۔

"ان کے ہر ایک پہلو سے گریز دیکھ کر اور ان کی بدزبانی اور دشنام دہی کو مشاہدہ کر کے (ان کے ساتھ) آخری فیصلہ یہی ٹھہرایا گیا تھا۔ کہ وہ اپنے اعتقاد کے حق ہونے کی قسم کھاوے۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ لیکن وہ بھاگ گیا۔ اسی بھاگنے کی برکت سے اب تک اس کو عمر دی گئی۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۱۳ حاشیہ)

پس ناظرین خواہ نائب مکذب امرتسری کے جواب کو تسلیم کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اب تک زندہ رہنے کی وجہ ان کا جھوٹا۔ دغاباز مفسد اور نافرمان ہونا قرار دے لیویں یا حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کے مطابق کہ "وہ آخری فیصلہ کی قسم کھانے سے بھاگ گیا۔ اور اس بھاگنے کی برکت سے اس کو اب تک عمر دی گئی"۔ امرتسری مکذب کے اب تک زندہ رہنے کی وجہ ان کا دین الحق کا ایک بڑا بھگوڑہ ہونا تسلیم کر لیویں۔ دونوں صورتوں میں احمدیت کی فتح اور مکذبین احمدیت کی ذلت اور موت ہے۔

خاکسار سعدی از لاہور

ہندوستان بھر میں سیرۃ النبیؐ کے کامیاب جلسے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک پر ۸ نومبر کو ہندوستان کے طول و عرض میں اس کثرت سے جلسے منعقد ہوئے ہیں کہ ان کا ملخص شائع کرنا بھی ناممکن ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے ایک پرچہ میں صرف ان مقامات کے نام درج کرنے پر اکتفا کیا گیا تھا۔ جہاں سیرۃ النبیؐ کے جلسے منعقد ہوئے۔ اس کے بعد جن مقامات سے ہمیں اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

ضلع اٹک:۔ تلہ گنگ۔ جنڈ۔ جتوال۔ ماڑی جلوال۔ محاروٹ۔ ترگڑ۔ ہٹی۔ کراکوالی۔ کوٹیڑہ۔ بھلومار۔ کوٹ سارنگ۔ برجان۔ لوپڑی۔ مرالی جیال۔ لیٹی۔ جھاٹلہ۔ سگھری۔ کندرالہ۔ کھنڈا۔ دودیل۔ تراپ۔ شاہ محمد والی بکہ کھوٹ۔ معریال۔ پاتوالی۔ سکا جنجی۔ بٹی اکوالی۔ شاہ دلاور۔ کرٹلوہ جی تمن۔ کھونیاں۔ ملتان پنج ند۔ لاوہ۔ کٹرہ جنجی۔ بکہ ریحان۔ مرالی۔ بنگ والہ۔ الوالہ۔ بکھڑ۔ چھب۔ مکڑ تال پنڈی سرہال۔ بسیال۔ کھنڈو۔ جونتر۔ کابیل۔ تارہ۔ جکری چک سلیمان۔ اکھوڑی۔ میانوالہ۔ توت لمبی۔ سروالہ۔ مرزا پور۔ ڈیانہ۔ بھیمی بھلو ٹھیار۔ بھٹہ ڈھوک۔ نداک۔ کوٹ قاضی۔ احمدی جہان خیل (باغ) شکردوہ۔ ترگڑی۔ کرکوالی۔ لوبڑی۔ ٹرالی۔ تاڑو۔ پڑی۔ مرٹبالہ۔ جلوال۔ خوشاب۔ گنجال۔ بلوہاں۔ جمالی۔ مجوکہ۔ نور پور۔ سرائے نورنگ۔ سیکھوال۔ ڈیری والہ۔ سونگھڑہ۔ گوجرانوالہ زنانہ جلسہ۔

صوبہ ڈیرہ۔ سندھ۔ بنک راس۔ فیروز پور چھاؤنی۔ تیری افر لقیہ۔ داتہ زیدکا۔ ہیو ایاجوہ۔ جلال آباد۔ زیرہ۔ موگا۔ مکتسر فریدکوٹ۔ قصور۔ کوٹ کپورہ۔ سکھانند۔ دودھ۔ دارا پور۔ جینہ۔ مسیاں۔ کھریپڑ۔ بھیڈیاں عثمان والہ۔ رتنے والہ۔ باغبانپورہ۔ ہٹھیانوالہ۔ رجی والہ۔ رنسے۔ وندر۔ برج کلاں۔ اجمیر۔ ضلع ہوشیار پور۔ کلیتھاں۔ دسوہہ۔ گالہڑیاں۔ بھاگل پور۔ آرہ بہار شریف۔ رنجی بلوہاں۔ جھباٹلہ۔ نورمحل۔ خانیوال۔ ملک وال۔ کوٹ سرونگ۔ شاہدرہ۔ بھیجاں۔ سکونیاں۔ ڈیرہ والہ۔ جلوال۔ چک ۴۸ ہیبل چک۔ کنانور۔ داودڑہ بالہ۔ عباس پورہ $\frac{17}{4.L}$ کولسر چک $\frac{21}{4.L}$ محمود پور۔ چک ۵۵۔ اوکاڑہ۔ خانکھال۔ بیربی گبسیر والہ۔ بنگلہ۔ لکھوڈیر۔ رسول پور۔ سول کوارٹر۔ کھیرنگ۔ رسانیاں راجپوتاں۔ مکندر پور۔ چندر کے گوٹھیہ۔ پٹیالہ مردانہ و زنانہ جلسہ۔ رائے کوٹ۔ پشاور۔ چک ۔۔۔ اورنگ آباد۔ عنووال۔ جنید۔ ملک پور۔ سلہٹ۔ رسید والہ۔ شیخ پور ضلع گوجرات۔ ڈنگون

[illegible]

نظارتوں کے اعلانات

سیکرٹریان تالیف و تصنیف کے فرائض

بیرونی جماعت ہائے احمدیہ میں جہاں جہاں سکرٹری تالیف و تصنیف مقرر ہو چکے ہیں۔ یا آئندہ مقرر ہوں ان کے فرائض حسب ذیل ہونگے۔ جس جماعت میں سکرٹری تالیف و تصنیف مقرر نہیں ہیں یا وہاں یہ کام جنرل سکرٹری صاحبان سرانجام دیکر ممنون فرمائیں۔

(۱) تمام ایسی کتب۔ رسائل۔ ٹریکٹ۔ اشتہارات جو اسلام کے خلاف یا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف مخالفوں کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں۔ یا آئندہ شائع ہوں ان کی ایک ایک کاپی یا ایک سے زائد کاپیاں مرکزی لائبریری قادیان میں ارسال کرنا۔ ایسی کتابیں اگر مقامی جماعت قیمتاً مہیا نہ کر سکتی ہو تو ناظر صیغہ ہذا کو اس کی قیمت سے آگاہ کریں۔

(۲) تمام ایسی ضروری کتب جو خواہ کسی مذہب کی تائید میں لکھی گئی ہوں یا مخالفت میں۔ قدیم ہوں یا جدید اردو انگریزی میں ہوں یا دنیا کی کسی زبان میں ہمارے نزدیک صحیح ہوں یا غلط ان کو فراہم کر کے مرکزی لائبریری قادیان کے لئے ارسال کرنا۔

(۳) اپنے اپنے حلقہ میں اگر کوئی ٹریکٹ یا اشتہار مخالفین کی طرف سے شائع ہو تو اس کا جواب لکھنا یا لکھوانا۔

(۴) جو کتاب۔ ٹریکٹ یا اشتہار ان کے حلقے میں کسی احمدی کی طرف سے سلسلہ کی تائید میں شائع ہو اس کے ایک یا دو نسخے مرکزی لائبریری میں بھیجنا۔

(۵) ریویو آف ریلیجنز انگریزی اور اردو کی توسیع اشاعت کی کوشش کرنا۔ اور ان کے لئے خریدار مہیا کرنا۔

(۶) تمام کتابوں کا مہیا کرنا جو لائبریری کیلئے مفید ہوں۔

(۷) سلسلہ کی کتب کی فروخت کے لئے احباب میں تحریک کرنا اور غیروں میں ان کی خریداری کے لئے سعی کرنا۔

(۸) صیغہ ہذا میں اپنے کام کی ماہوار رپورٹ بھیجنا۔

ناظر تالیف و تصنیف قادیان

ضلع جھنگ کے احمدی احباب توجہ فرمائیں

ایک احمدی دوست جھنگ شہر کے رہنے والے جن کی عمر اس وقت ۲۵ سال ہے انہوں نے ۱۹۲۵ء میں امتحان میٹرک پاس کیا اور ۱۹۳۲ء میں وکیلی ٹیسٹ کا امتحان پاس کیا۔ ان کا باپ ضعیف العمر احمدی ہے ایک کنبہ کے خرچ کا بوجھ ان کے سر پر ہے اور وہ بے روزگاری کی وجہ سے سخت پریشانی میں مبتلا ہیں ان کے لئے اگر کوئی صاحب روزگار کا بندوبست فرما سکیں۔ تو ثواب کا موجب ہے۔ ضلع جھنگ کے احمدی احباب خصوصیت سے توجہ فرمائیں۔ ناظر امور عامہ

مظلومین کشمیر کی امداد

کیلئے

ایک مخلص دوست کی جدوجہد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات متعلق چندہ کشمیر فنڈ کے سلسلہ میں احباب کرام کی توجہ اس طرف مبذول کرانا نہایت ضروری ہے۔ کہ احباب یہ چندہ دوسرے مسلمانوں سے بھی وصول کرنے میں خاص تن دہی سے کام کریں

اس سلسلہ میں چند ان دوستوں کے نام شائع کئے گئے تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کی تھیں۔ امید ہے کہ وہ دوست اس کام میں مصروف ہونگے۔ اس ضمن میں ایک مفصل رپورٹ میاں احمد الدین صاحب زرگر قادیانی کی موصول ہوئی ہے۔ جس کا خلاصہ ذیل میں اس واسطے دیا جاتا ہے۔ کہ اس رپورٹ کو ملاحظہ فرماتے ہوئے دوسرے احباب بھی جنہوں نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ توجہ فرمائیں۔

میاں احمد الدین صاحب زرگر قادیانی جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا عرصہ پانچ ماہ سے چندہ کشمیر فنڈ کی فراہمی میں آنریری خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے سخت موسم گرما میں بھوک اور پیاس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کام کو نہایت محنت اور جانفشانی سے سرانجام دیا ہے۔ چنانچہ اب تک وہ -/۴۰۰ روپیہ وصول کر کے داخل خزانہ کر چکے ہیں۔ ان کی اس کوشش اور محنت کا پھل اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائے۔ اور ان کو بہتر سے بہتر بدلہ دے۔

اس عرصہ میں نہ صرف انہوں نے کشمیر کا چندہ ہی وصول کیا ہے بلکہ وصایا بھی نئی کروائی ہیں۔ اور ایک سو روپیہ وصایا کا بھی وصول کیا ہے۔ نیز مختلف مقامات پر ۱۸ احمدیوں سے چندہ عام بھی وصول کیا ہے۔ پس ان کی یہ کوشش جو وہ سلسلہ کے لئے محض للہ آنریری سرانجام دے رہے ہیں۔ قابل شکریہ ہیں

ان کی رپورٹ سے یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ چندہ کشمیر کے وصول کرنے میں بعض مقامات کے احمدی دوستوں نے اس لئے ان کے ساتھ تعاون نہیں کیا۔ کہ شاید وہ فنانشل سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے مقرر نہیں کئے گئے۔ حالانکہ ان کے پاس آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے نہ صرف سرٹیفکیٹ وصولی چندہ ہے بلکہ ان کے متعلق اخبار میں اعلان بھی کیا گیا تھا۔ پس دوستوں کو اس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ ان کے ساتھ پورے طور پر جہاں وہ جاویں۔ تعاون کرنا ضروری ہے۔ تاکہ کشمیر کے چندہ کا کام حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے منشاء مبارک کے ماتحت باحسن سرانجام پاتا رہے۔ اب ان کو ایک سرٹیفکیٹ اس امر کا بھی دیا گیا ہے۔ کہ وہ جہاں جائیں۔ وہاں کے دوست ان کے ساتھ ہو کر چندہ وصول کرائیں۔ امید ہے کہ احباب کرام ان کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے حضرت اقدس کی خوشنودی حاصل کریں گے۔

اس جگہ اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ مندرجہ ذیل احباب نے کشمیر فنڈ کے کام میں ان کی خاص مدد کرتے ہوئے اپنے حلقہ سے چندہ وصول کرایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور ان احباب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ امرتسر سید بہادل شاہ صاحب سکرٹری تبلیغ۔ پاک پٹن منشی نور محمد صاحب اور ان کی اہلیہ آمنہ بی بی صاحبہ نیز سید محمد شاہ صاحب وکیل۔ سید صاحب موصوف نہ صرف خود پانچ روپیہ ماہوار چندہ دے رہے ہیں بلکہ دوسروں سے بھی وصول کرانے میں امداد کرتے ہیں۔ آپ ابھی احمدیہ جماعت میں شامل نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ عارف والہ منشی چراغ الدین صاحب سکرٹری مال۔ منٹگمری سید محمد شاہ صاحب اور سکرٹری صاحب مال۔ بہاولپور۔ بابو فضل الٰہی صاحب پریذیڈنٹ اور شیخ نیاز محمد صاحب۔ اوکاڑہ شیخ محمد صدیق صاحب۔ شیخ فیروز الدین صاحب رہبانی یوسف علی صاحب بوٹ ساز اور بابو محمد خورشید صاحب۔ دیپالپور خورد صاحب زادہ عمر صاحب و منشی چراغ الدین صاحب

چک ۳۲ رسالدار چوہدری حاکم علی صاحب۔ پنڈی چری۔ میاں روشن الدین صاحب سکرٹری مال۔ چوہدری اسحاق محمد صاحب و میاں احمد الدین صاحب کول جڑانوالہ ڈاکٹر محمد شفیع صاحب۔ لائلپور شیخ محمد محسن صاحب۔ شیخ محمد یوسف صاحب سکرٹری مال۔ شیخوپورہ سید سردار شاہ صاحب پریذیڈنٹ۔ چوہدری حاکم الدین صاحب وکیل۔ چوہدری محمد الدین صاحب والدہ چوہدری عالم الدین صاحب بابو محمد شفیع صاحب۔ بابو فیض احمد صاحب حکیم عبد الجلیل صاحب اور چوہدری رحیم بخش صاحب ان تمام احباب کرام کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جاتا ہے آخر میں تمام احباب سے بصد احترام التجا ہے کہ چندہ کشمیر وصول کرنے کے لئے خاص طور پر کوشش فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

فنانشل سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی قادیان

محکمہ تعلیم میں ملازمت کی ضرورت

اس وقت محکمہ تعلیم میں ہمیں ۴ احمدی احباب کو ملازم کرانے کی ضرورت ہے جو دوست اس بارے میں کوشش کر سکیں وہ ضرور سعی فرما کر مشکور فرمائیں

(۱) ایک صاحب ضلع لاہور کے ہیں۔ نارمل پاس عمر تیس سال نیز ۱۲ سالہ محکمہ تعلیم کا تجربہ ہے (۲) ایک صاحب گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کے باشندے ہیں۔ نوجوان۔ بی ایس سی تک تعلیم ہے (۳) ایک صاحب اور جہان ضلع سرگودھا کے ہیں۔ منشی عالم۔ ادیب عالم اور مولوی فاضل پاس ہیں ۴ سال مدرسی کا تجربہ ہے۔ (۴) ایک صاحب بٹالہ ضلع گورداسپور کے باشندے ہیں۔ جن کی تعلیم جماعت دہم تک ہے۔

علاوہ اس کے اس وقت ۱۲ بیکاروں کی درخواستیں بغرض ملازمت پہونچ چکی ہیں اور روزانہ کوئی نہ کوئی اور درخواست آتی رہتی ہے

ناظر امور عامہ

مراسلات

غیر مبائعین کے بعض اعتراضات کے جواب

از جناب سید عبد المجید صاحب آف منصوری

(۹)

الدار کے متعلق حفاظت الٰہی کا وعدہ

اس سے پہلے بتایا جا چکا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس چار دیواری کے اندر رہ کر بلائے طاعون سے محفوظ رہنا ان کی بزرگی اور عظمت پر دلالت نہیں کرسکتا۔ بلکہ اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ الدار کے متعلق تھا۔ مولوی محمد علی صاحب نے اسمیں رہنے کی برکت کی وجہ سے اس سے فائدہ اٹھایا۔ پس بزرگی حضرت مسیح موعود اور آپ کے الدار کی ہے۔ نہ کہ مولوی محمد علی صاحب کی ہاں اگر مولوی صاحب کی بزرگی ثابت ہوسکتی تھی۔ تو وہ صرف اس صورت میں کہ مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر کے حصہ میں قیام پذیر نہ ہوتے۔ اور پھر یہ الفاظ حضرت اقدس ان کے متعلق فرماتے کہ "اگر آپ طاعون سے ہلاک ہوگئے تو پھر میں جھوٹا ہوں۔ اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے۔" اس واقعہ سے ایک اور امر یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو کامل ایمان حاصل نہ تھا۔ کیونکہ انہوں نے باوجود اس مقدس چار دیواری کے اندر رہنے کے اپنے آپ کو طاعون میں مبتلا سمجھ کر اپنے مرنے کا یقین کر لیا۔ اور وصیت وغیرہ بھی کر دی۔ اگر الہام الٰہی پر ایمان ہوتا۔ تو مولوی صاحب اس تپ کو ہرگز طاعون نہ سمجھتے۔ اور نہ اپنے مرنے کا یقین کر کے وصیت وغیرہ کرتے فتدبروا ۔

لاہور کے پاک ممبر

اب ذرا لاہور کے پاک ممبروں کی کہانی بھی سن لیں

جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو الہام ہیں۔ ایک لاہور کے پاک ممبر۔ دوسرا۔ لاہور میں ایک بے شرم الہام ثانی کا تو کوئی وارث نہیں بنتا۔ البتہ الہام اول کو یہ لوگ اپنی طرف منسوب کر کے دعوے کرتے ہیں کہ ہم لاہور کے پاک ممبر ہیں۔ مگر ہم ان کے اس دعوے کو انکار نبوت کی وجہ سے دماغ بگڑ جانے اور صحیح فطرت میں مسخ ہو جانے کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور جو اصل حقیقت ہے۔ وہ بتاتے ہیں۔

دراصل علام الغیوب خدا نے ان ہر دو الہامات کے ذریعہ یہ بتایا تھا۔ کہ لاہور میں ایک ایسا وقت بھی آئے گا جبکہ جماعت احمدیہ لاہور کے ممبروں میں دو فریق ہو جائیں گے۔ ایک فریق جو حق پر ہوگا۔ وہ الہام اول کا مصداق ہوگا۔ اور دوسرا فریق جو باطل پرست ہوگا۔ وہ الہام ثانی کا وارث ہوگا۔ چونکہ یہ لوگ اٹھارہ سال سے یہ رٹ لگا رہے ہیں۔ کہ "ہم لاہور کے پاک ممبر ہیں"۔ اس لئے ہم پوچھتے ہیں۔ اس کا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے۔ جس سے یہ سمجھا جائے۔ کہ واقعی تم ہی لوگ اس الہام الٰہی کے مصداق ہو۔

الہام کے اصل مصداق

چونکہ الہام میں کسی فریق کا نام نہیں بتایا گیا۔ پس یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس الہام کا اصل مصداق کونسا فریق ہے۔ واقعات کی کسوٹی سے ہی پتہ لگ سکتا ہے۔ آہ کس قدر عجیب بات ہے کہ جو لوگ اس کے اصل مصداق ہیں۔ وہ تو اس خوف کے مارے خاموش ہیں۔ کہ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے "فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقیٰ" یعنی تم اپنے نفسوں کو پاک نہ ٹھہراؤ۔ وہ اسے خوب جانتا ہے۔ جو تقوےٰ اختیار کرتا ہے۔ مگر یہ باطل پرست لوگ خدائے قدوس کے اس حکم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ برابر شور مچا رہے۔ اور دعویٰ کر رہے ہیں۔ کہ ہم پاک ہیں۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں۔ کیا وہ لوگ اس کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے سابقہ صحیح عقائد کو چھوڑ کر اور راہ اختیار کر لی۔ کیا وہ مصداق ہوسکتے ہیں۔ جنہوں نے مامور کی زندگی میں نبوت مان کر اور اس کی وفات کے بعد چھ سال تک اس کی خلافت کو تسلیم کر کے پھر غرض پرستی سے مجبور ہو کر نہ صرف نبوت و خلافت کا ہی انکار کیا۔ بلکہ بڑی جرأت سے کام لے کر مدعی نبوت کو کافر کذاب اور دجال وغیرہ کا خطاب دیا۔ معاذ اللہ معاذ اللہ کیا وہ ہو سکتے ہیں جنہوں نے حضرت حکم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلوں کے ماننے سے انکار کر دیا۔ کیا وہ ہوسکتے ہیں۔ جو احمدیت کے ذکر کو سم قاتل سمجھتے ہیں۔ کیا وہ ہو سکتے ہیں۔ جنہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی شان والا میں بعض گستاخ الفاظ استعمال کئے۔ کیا وہ ہو سکتے ہیں۔ جنہوں نے عملاً کہدیا۔ کہ چودہ سو سال سے آج تک سوائے ہمارے اور کسی نے قرآن کو نہ سمجھا۔ کیا۔ وہ ہوسکتے ہیں۔ جنہوں نے ہمیشہ کے لئے قادیان کو جو اصل احمدیت کا مرکز ہے چھوڑ کر لاہور میں جا کر اپنا اڈا بنا لیا۔ کیا وہ ہوسکتے ہیں۔ جنہوں نے بہشتی مقبرہ کی وصیتوں کو منسوخ کرا لیا۔ کیا وہ ہو سکتے ہیں۔ جو انکار نبوت کی سزا میں ٹکڑے سے چھوٹے کئے گئے۔ کیا وہ ہو سکتے ہیں۔ جو نجات کی بنیاد صرف لا الہ الا اللہ پر ہی رکھتے ہیں۔ اور رسول پر ایمان لانا ضروری نہیں سمجھتے

پیغامیوں کا ایک کارنامہ

پھر کیا وہ لوگ پاک ممبر کہلا سکتے ہیں جنکا ایک کارنامہ یہ بھی ہے۔ کہ لاہور میں جب جلسہ "مہوتسو" دسمبر ۱۸۹۶ء میں منعقد ہوا۔ تو مسلمانان لاہور کی خواہش پر خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضور صداقت اسلام پر ایک مضمون تحریر فرما دیں تاکہ جلسہ میں سنایا جائے۔ اس سلطان القلم نے فوراً ایک قلم برداشتہ مضمون لکھ کر خواجہ صاحب کے حوالے کیا۔ مگر خواجہ صاحب نے مضمون پڑھ کر حضرت اقدس کے مونہہ پر صاف کہدیا۔ کہ حضور مضمون کچھ اچھا نہیں انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت اقدس نے فرمایا خواجہ صاحب عطر فروش کی دکان پر عطر کی خوشبو معلوم نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ دوکان سے باہر جا کر اس کی خوشبو پھیلتی ہے۔ آپ مضمون لے جائیں۔ اور بلا خوف و خطر جلسہ میں سنائیں۔ خدا کی شان اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا۔ جسکا مفہوم یہ تھا۔ کہ تیرا ہی مضمون سب سے بالا رہے گا۔

حضرت اقدس نے خواجہ صاحب کو حکم دیا۔ کہ اس الہام کی بذریعہ اشتہارات خوب اشاعت کرو۔ مگر ان کو چونکہ بوجہ ایمانی کمزوری کے خوف تھا۔ کہ اگر قبل از وقت بذریعہ اشتہارات اس الہام کی اشاعت کر دی گئی۔ تو ممکن ہے۔ کہ مضمون مقبول عام نہ ہو ادھر حضرت اقدس کے حکم کی تعمیل بھی ضروری تھی۔ اس لئے ان لاہور کے پاک ممبروں نے مشورہ کر کے حضرت مسیح موعود کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے یہ راہ نکالی۔ کہ چھوٹے چھوٹے اور باریک قلم سے لکھے ہوئے اشتہار چھپوا کر اپنے پاس رکھ لئے۔ اور حضرت اقدس کے حکم اور منشاء مبارک کے مطابق عام طور پر تقسیم نہ کئے۔ البتہ اتنا کیا۔ کہ لاہور کے گلی کوچوں میں رات کے وقت کہیں کہیں اور وہ بھی اونچی جگہ پرچیاں کر دیئے۔ جہاں نہ کوئی دیکھ سکے۔ اور نہ پڑھ سکے۔ مگر جب جلسہ میں مضمون پڑھا گیا۔ تو خاتمہ پر سب طرف سے آواز سنائی دینے لگی۔ کہ مرزا صاحب کا مضمون سب سے بالا رہا تب خواجہ صاحب بھی بول اٹھے۔ کہ میرے مرزا نے سچ کہا تھا۔ ان کے ساتھی بھی جو پاک ممبروں میں سے تھے۔ اپنی اپنی جیبوں سے چھوٹی چھوٹی پرچیاں (اشتہار) لوگوں کو نکال کر دکھانے لگے۔ دیکھو ہمارے مرزا صاحب کو خدا نے پہلے ہی خبر دی تھی۔ کہ تیرا ہی مضمون سب سے بالا رہیگا۔ سید صاحب خدا کے لئے ذرا غور تو کریں۔ مامور کے زمانہ میں جن کے ایمان کی یہ حقیقت ہو۔ کیا وہ اس لائق ہو سکتے ہیں۔ کہ ان کے متعلق خدا تعالےٰ کا یہ الہام ہو کہ "لاہور کے پاک ممبر" ہرگز نہیں ہرگز نہیں!!

جماعت احمدیہ لاہور کے مبائعین

ہاں اس الہام کے مصداق لاہور کے وہ ممبر ہیں۔ جو نبی وقت پر ایمان رکھتے۔ اور حضرت حکم علیہ السلام کے تمام فیصلوں کو انشراح صدر سے قبول کرتے ہیں۔ اور قادیان کو اصل احمدیت کا مرکز سمجھتے اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کو آیت استخلاف کے ماتحت سمجھ کر اس کی پوری پوری اطاعت کرتے ہیں۔ چونکہ وہ علام الغیوب خدا جانتا تھا۔ کہ اس مقدس اور مظلوم فریق کو دوسرے باطل پرست فریق کی طرف سے ناپاک قرار دیا جائے گا۔ اس لئے ان کی تقدیس و تطہیر ظاہر کرنے کے لئے

جامعہ احمدیہ کے تبلیغی وفد کی رپورٹ

پھلور میں کامیابی

خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغی وفد مورخہ ۲۷ نومبر کو جالندھر سے روانہ ہو کر پھلور پہنچا۔ پولیس ٹریننگ سکول کی طرف سے استقبال کے لئے بعض دوست سٹیشن پر موجود تھے۔ میچ گیارہ بجے شروع ہوتا تھا۔ لیکن بوجہ اس کے کہ جالندھر میں میچ ہاکی کا میچ کھیل کر وفد دیر سے پہونچا تھا۔ اس لئے بجائے گیارہ بجے کے تین بجے میچ مقرر کیا گیا۔ گیارہ بجے سے لے کر دو بجے تک طلباء باجازت پرنسپل صاحب ٹریننگ سکول قلعہ دیکھتے رہے۔ اور تمام ضروری امور کو نوٹ کیا۔ جناب غلام صدیق خان صاحب احمدی جو جناب محمد علی خان صاحب کوہاٹ کے بھانجے ہیں۔ اور جناب گل ملوک خان صاحب جو خان بہادر خیر محمد صاحب وزیری کے صاحبزادے ہیں۔ تمام وقت وفد کے ساتھ رہے اور ۲ بجے کے قریب انہوں نے وفد کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی۔

تین بجے پھلور ٹریننگ سکول کے ساتھ ہاکی کا میچ شروع ہوا۔ میچ اس قدر دلچسپ تھا۔ کہ بار بار نعرہ ہائے تحسین بلند ہوتے تھے۔ دوسرے ہاف میں جامعہ نے گول کر دیا۔ جس کے بعد کھیل بے حد تیز ہو گئی۔ اور عین اس وقت جبکہ پانچ منٹ باقی تھے۔ پولیس نے گول اتار دیا۔ وہاں کے لوگوں نے بیان کیا کہ اس قدر دلچسپ میچ پھلور کی زمین میں پہلے کبھی نہیں ہوا۔

قابل ذکر بات اس میچ کے متعلق یہ تھی کہ دوران کھیل میں جامعہ کے وفد کی طرف سے جامعہ ٹیم کو بجائے "well done" کے جیتڑا کہا جاتا تھا۔ چند منٹ کے بعد تمام ٹریننگ پولیس کلب کی طرف سے بھی یہی لفظ استعمال ہونے لگ گیا۔ یہاں تک کہ وفد کے قریب دو یورپین آفیسر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بھی اس لفظ کے معنی دریافت کر کے جیتڑا کہنا شروع کر دیا۔ غرضیکہ یہ میچ بے حد دلچسپ اور قابل دید تھا۔ چار بجے میچ ختم ہوا۔ گراؤنڈ کے قریب ہی لاری تیار تھی وفد سوار ہو کر لدھیانہ پہنچ گیا

لدھیانہ کی سرگذشت

وہاں بھی پولیس کلب لدھیانہ کے ساتھ ہاکی کا میچ مقرر تھا لدھیانہ کے لوگ وفد کے دیر سے پہنچنے کی وجہ سے سخت پریشان تھے۔ جونہی وفد کی لاری پہونچی ایک انبوہ کثیر نے وفد کو گھیر لیا۔

لاری سے اترتے ہی وفد نے گراؤنڈ میں نماز عصر ادا کی اور پولیس کے ساتھ میچ کھیلا۔ اس ٹیم میں لدھیانہ کے عمدہ کھلاڑی شامل کر لئے گئے تھے۔ اور اس طرف جامعہ کی ٹیم دو ہاکی کے میچ یکے بعد دیگرے کھیل چکی تھی۔ لیکن محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جامعہ نے پولیس ٹیم کو ایک گول دیا۔ ناظرین اس بات کو سن کر بےحد متاثر ہوئے کہ کھیلنے والوں میں آٹھ مولوی فاضل اور تین مولوی فاضل کے امیدوار ہیں۔

شائع شدہ پروگرام کے مطابق رات کو مولانا علی محمد صاحب اجمیری مولوی نذیر احمد صاحب سیالکوٹی اور شیخ عبد القادر صاحب نے "قرآن مجید الہامی اور مکمل کتاب ہے اور ابطال کفارہ" پر لیکچر دئے بعد ازاں مولوی محمد سلیم صاحب نے "دنیا کا خدا کے برگزیدوں سے سلوک" اور شیخ مبارک احمد صاحب نے "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" پر تقریریں کیں اور جلسہ بخیر و خوبی رات کے گیارہ بجے ختم ہوا۔ لدھیانہ کی غیر احمدی پبلک پر اس بات کا گہرا اثر ہے کہ قادیان کے عالم عجیب قسم کے ہیں کہ کھیل اور لیکچر ہر دو فنون میں کمال حاصل کیا ہوا ہے۔

۲۸ نومبر کو لدھیانہ میں ڈاکٹر مس براؤن کا ہسپتال دیکھا گیا ڈاکٹر براؤن سے ملاقات کرنے اور ان سے بہت سی باتیں معلوم کرنے کے بعد وفد سٹیشن پر پہنچا۔ لدھیانہ کے بہت سے احباب الوداع کہنے کے لئے سٹیشن پر موجود تھے۔ جماعت احمدیہ لدھیانہ نے علی العموم اور مولوی برکت علی صاحب۔ صوفی عبد الرحیم صاحب۔ سٹر محمد شریف صاحب اور مولوی بشیر احمد صاحب مولوی فاضل نے وفد کو آرام و آسائش پہنچانے کے لئے ہر طرح کا خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

انبالہ میں ورود

لدھیانہ سے روانہ ہو کر وفد تین بجے انبالہ سٹیشن پر پہنچ گیا۔ انبالہ کی جماعت سٹیشن پر استقبال کیلئے آئی ہوئی تھی۔ امیر جماعت بابو عبد الرحمن صاحب اور بابو عبد الغنی صاحب نائب مہتمم تبلیغ بھی موجود تھے۔ وفد جماعت کی درخواست پر بصورت جلوس شہر کی طرف روانہ ہوا۔ لوگوں میں اس وفد کی سبز پگڑیوں کو دیکھ کر اور یہ سن کر کہ یہ تمام مولوی فاضل ہیں حیرانی پیدا ہوئی۔ ایک صاحب نے پوچھا یہ وفد کہاں سے آیا ہے۔ تب اسے بتایا گیا کہ قادیان سے تو کہنے لگا تبھی ان کے چہروں سے نور اور نیکی کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ وفد فرودگاہ پر پہونچ گیا اور نماز ادا کرنے کے بعد گورنمنٹ مڈل انسٹی ٹیوٹ کی ٹیم سے فٹ بال کا میچ کھیلی جس میں جامعہ کی ٹیم ایک گول پر جیت گئی۔

۸ بجے تمام پختہ باغ میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ شہر میں منادی اور پوسٹر چسپاں کئے گئے تھے۔ مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل۔ مولوی احمد خان صاحب مولوی فاضل۔ ملک محمد عبد اللہ صاحب مولوی فاضل اور مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل نے علی الترتیب ضرورت مذہب اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریریں کیں۔ مولوی محمد حسین صاحب مبلغ علاقہ نے بھی ایک مختصر تقریر فرمائی۔ بعد ازاں صاحب صدر مولوی علی محمد صاحب اجمیری کی اجازت سے ایک صاحب نے کچھ سوالات کئے۔ جن کے جوابات مولوی محمد سلیم صاحب نے نہایت عمدگی سے دئے۔ یہ سلسلہ ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ جلسہ میں کافی رونق تھی اور تبلیغ کا کافی موقعہ مل گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک

۲۹ نومبر انبالہ کی مشہور کلب ایل۔ ایل۔ بی سے ہاکی کا زبردست مقابلہ ہوا۔ فتح و ظفر کا سہرا جامعہ کی ٹیم کے سر پر رہا۔ ہاکی میچ کے بعد مسلم ہائی سکول کے ساتھ والی بال کا میچ ہوا اور دونوں گیمیں جامعہ نے جیت لیں۔ ۱۱ بجے کے قریب نارتھ انڈیا گلاس فیکٹری کے دیکھنے کے لئے وفد گیا۔ اس فیکٹری کے مینیجر ایک احمدی دوست قریشی عبد الغنی صاحب سیالکوٹی ہیں۔ قریشی صاحب موصوف نے فیکٹری کی تمام مشینری دکھا کر وفد کے معلومات میں اضافہ فرمایا۔

احباب کا شکریہ

انبالہ کے احمدی دوستوں نے جس محبت اور اخوت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کے لئے وفد ان کا بیحد شکر گذار ہے۔ خصوصًا بابو عبد الرحمن صاحب امیر جماعت اور بابو عبد الغنی صاحب نے وفد کے آرام کا خاص طور پر خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ بابو صاحب اور ان کی تمام جماعت کے دوستوں کو اپنے فضلوں سے بہرہ ور فرمائے۔ احمدی احباب کے علاوہ دوسرے مقامی دوستوں کا بھی ایک جم غفیر سٹیشن پر الوداع کہنے کے لئے آیا اور وفد دہلی کی طرف روانہ ہو گیا۔

خاکساران: ظہور الحسن و مبارک احمد سکرٹریان وفد جامعہ

شکریہ احباب

میری صحت کے لئے دو دفعہ اخبار الفضل میں اعلان ہوا ہے اس اعلان کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بے حد شفقت اور ہمدردی سے بھری ہوئی دعاؤں نیز جماعت کے مخلص اور ہمدرد احباب کی دعاؤں سے اب مجھے اس قدر آرام ہے کہ دہلی کے مخالف علماء میرے عربی قصائد اور عربی اشتہار کو پڑھ کر بالکل باور نہیں کر سکتے کہ یہ کسی نے بحالت علالت لکھا ہے۔ اور اب تو وہ مجھے بحالت صحت دیکھتے ہیں۔ اور سنا ہے کہ کمیٹیاں ہو رہی ہیں لیکن عربی میں تفسیر نویسی کے لئے جو پر زور تحدی کی گئی ہے۔ اب دیکھئے مقابلہ کے لئے قرعۂ فال کس کے نام پڑتا ہے۔ ابھی تو ان کی طرف سے تامل اور تردد میں وقت گذارا جا رہا ہے۔ میری طرف سے میرے حق میں سب دعا فرمانے والوں کا خلوص دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ (خاکسار: غلام رسول راجیکی از دہلی)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

آل انڈیا مسلم لیگ کے سکرٹری سر محمد یعقوب نے اخبارات کے نام ایک بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ مسٹر عبد المجید سندھی جس کانفرنس کو مدعو کرنا چاہتے ہیں میرا خیال ہے ایسی کانفرنس کا انعقاد نہ صرف بے فائدہ بلکہ مسلمانوں کے لئے واضح طور پر نقصان دہ ہوگا۔ اور مجھے یقین ہے کہ کوئی عقلمند مسلمان پہلی دو کانفرنسوں کے تلخ نتیجہ کے بعد اب اس کانفرنس میں شرکت نہیں کریگا۔ مسلم لیگ کے نام جو دعوت ارسال کی گئی ہے اسے لیگ کی کونسل کے اجلاس میں پیش کر دیا جائیگا۔

لاہور شاہ عالمی دروازہ کے اندر ۴ دسمبر کو ایک مسلمان قلفی گر پر ایک ہندو نوجوان نے حملہ کر دیا اور چاقو سے متعدد ضربات پہنچائیں جس سے وہ وہیں ہلاک ہو گیا۔ قاتل ڈی اے وی ہائی سکول کا ایک طالبعلم بیان کیا جاتا ہے۔

گزٹ آف انڈیا کی ایک غیر معمولی اشاعت میں اوٹاوہ کے تجارتی معاہدہ کا مسودہ قانون شائع کر دیا گیا ہے۔ اب اس کو اسمبلی میں پیش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

ایلفنسٹن تھیٹر میکلوڈ روڈ لاہور میں ۲ دسمبر کو ایک ناٹکی فلم دکھائی گئی۔ جس میں ایک جگہ ایک ایکٹر کی زبان سے مسلمانوں کی کثرت تعداد کے متعلق یہ ناپاک فقرہ کہلوایا ہے کہ "یہ اس قدر کثرت سے آ رہے ہیں کہ ان کی تعداد محمدؐ کے سر کے بالوں سے بھی زیادہ ہے"۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کو اس بدتمیزی کے انسداد کی طرف فوری توجہ کرنی چاہئے۔ ورنہ حالات ناخوشگوار ہو جائیں گے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کی فوجی طاقت میں جنرل ڈوگلس چیف آف سٹاف نے اپنی سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے چار ہزار افسر اور ایک لاکھ ۶۵ ہزار نوجوانوں کے اضافہ کی سفارش کی ہے اور لکھا ہے کہ جب تک دوسری اقوام اپنی افواج میں انتہائی تخفیف نہیں کرتیں امریکہ کے شہری۔ فوجی طاقتوں کو کمزور کرنے کے مخالف ہیں۔

قرضۂ جنگ کی قسط کی ادائیگی کے متعلق برطانیہ کی یادداشت حکومت ریاستہائے متحدہ امریکہ کو پہنچا دی گئی ہے۔ ٹائمز لکھتا ہے کہ حکومت برطانیہ نے اس یادداشت میں کھلے طور پر کہہ دیا ہے کہ اگر اس موقعہ پر قرضہ کی ادائیگی جاری رکھی گئی۔ تو یہ دنیا کی تجارت کے لئے شدید خطرے کا موجب ہوگا۔

برما کے جدید گورنر مسٹر بیگ سٹیفن لنڈن سے روانہ ہو گئے ہیں۔ برما پہنچ کر ان کا پہلا کام یہ ہوگا۔ کہ علیحدگی برما کے مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کریں۔ اگر انتخاب کا یہ نتیجہ معلوم ہوا کہ برما کے لوگوں نے علیحدگی کے متعلق واقعی اپنے خیالات تبدیل کر لئے ہیں۔ تو حکومت کو فیصلہ پر دوبارہ غور کرنا پڑیگا۔ اور ہندوستانی فیڈریشن میں برما کی شمولیت کا انتظام کرنا ہوگا۔

پنجاب یونیورسٹی تحقیقاتی کمیٹی کے صدر نے اعلان کیا ہے کہ ۱۵ دسمبر کے بعد وہ کسی تحریری شہادت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہونگے۔

گول میز کانفرنس کے اجلاس منعقدہ یکم دسمبر میں پنڈت نانک چند نے کہا کہ پنجاب میں چونکہ سرحد کے نزدیک ہونے کی وجہ سے حملہ کا خطرہ ہے۔ اس لئے یہاں امن و قانون کے متعلق خاص احتیاط عمل میں لانے کی ضرورت ہے نیز کہا کہ ہندو اور سکھ متفق الرائے ہیں کہ موجودہ اصلاحات ہندوستان پر ٹھونسی جا رہی ہیں اور وہ موجودہ اصلاحات میں مطلق العنانی کو ترجیح دینگے۔ اس پر متعدد مندوبین نے کہا کہ پھر آپ یہاں کس لئے آئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ بعد ازاں سر تیج بہادر سپرو نے پنڈت نانک چند سے دریافت کیا۔ کہ اگر پنجاب میں مسلمانوں کی دگنی اکثریت بھی ہے تو آپ کو کیوں خطرہ لاحق ہو رہا ہے جبکہ دوسرے صوبوں میں مسلمانوں کی اقلیتیں موجود ہیں۔ پنڈت نانک چند نے جواب دیا۔ آپ ہماری پوزیشن کو نہیں سمجھتے۔

مہاراجہ الور کی طرف سے تین افراد پر مشتمل ایک کمیشن مقرر ہوا ہے جس کے صدر ریونیو منسٹر ہونگے کمیشن کا کام یہ ہوگا کہ مسلمانوں کی شکایات پر غور کرے۔

جاپان نے اپنی بحری طاقت میں تخفیف کی تجویز پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے جہازوں کو ۲۵ ہزار ٹن تک محدود کر دیا گیا ہے۔

گورنر بنگال نے ۳۰ نومبر کلکتہ میں ایک ڈنر کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ ہندو دولتمندوں کی اکثریت نے اگرچہ دہشت انگیزانہ سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیا۔ مگر اپنے رجحان سے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ دہشت پسندوں کی حمایت کرتے ہیں جب تک ہندوؤں میں اس قسم کا طبقہ موجود ہے۔ گورنمنٹ پر یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ کہ وہ کیوں ایک خاص طبقہ کو جرمانوں اور ٹیکسوں سے مستثنیٰ قرار نہیں دیتی۔

برطانیہ اور ہندوستان کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ قائم کیا جا رہا ہے برطانیہ میں آلات نصب ہو چکے ہیں۔ اور ہندوستان میں نصب کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اگر آزمائش کامیاب رہی تو ۱۹۳۳ء تک عملی کارروائی شروع ہو جائیگی۔

برطانیہ کی تجارت اس وقت پہلے سے ترقی پر ہے۔ چنانچہ ۱۰ ماہ کے اندر مصنوعی سلک اور دیگر سوتی کپڑے ۳ کروڑ بیاسی لاکھ ۸۴ ہزار ۷۳ مربع گز جن کی قیمت ۱۱ لاکھ ۵۳ ہزار ۷۶۲ پاونڈ بنتی ہے۔ بیرون انگلستان بھیجے گئے۔ گذشتہ سال سے ۶۷ لاکھ ۳۰ ہزار ۲۱۵ گز زیادہ کپڑے کی کھپت ہوئی ہے۔

سر محمد شفیع پر انتقال کے وقت ایک لاکھ روپیہ کا قرض تھا اب معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے مرحوم کی اعلیٰ خدمات کے پیش نظر بیگم سر شفیع کے پاس ایک لاکھ روپیہ کا چیک بھیج دیا ہے۔ تاکہ اس سے یہ قرض اتارا جا سکے۔

ضلع میدناپور کے ۹ دیہات پر سپیشل پاور آرڈیننس کے ماتحت دو ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے کیونکہ یہ علاقہ ایسے اشخاص کو پناہ دیتا ہے جو قانون اور امن کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ اسی طرح ضلع مہیش پور کے ۴ دیہات پر بھی ایک ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے گول میز کانفرنس کے ۲ دسمبر کے اجلاس میں مختلف مندوبین کے خیالات پر نہایت واضح تبصرہ کیا اور مسلم نقطۂ نگاہ کو خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کیا۔ بحث میں آپ کی شرکت پر فضا بہت زیادہ صاف ہو گئی ہے اور تصفیہ کے لئے راستہ کھل گیا ہے آپ نے پرزور طریق پر اعلان کیا۔ کہ اگر صوبوں کے درمیان کوئی امتیاز روا رکھا گیا تو دستور اساسی ناقابل عمل ثابت ہوگا۔ اور جن صوبوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جائیگا وہاں بے چینی پھیل جائیگی۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ۹۰ منٹ تک تقریر کی جس کے خاتمہ پر آپ کو مبارکبادیں دی گئیں اور متعدد مقررین نے آپ کے خیالات کے ساتھ اتفاق کیا۔

آل انڈیا مسلم کانفرنس کا ایک خاص اجلاس ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر کو کلکتہ میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ تاکہ الہ آباد کے فیصلوں کے متعلق جمیع مسلمانان ہند کی مستند رائے معلوم کی جا سکے نیز گول میز کانفرنس کی کارروائی پر بھی غور کیا جا سکے۔

مسٹر راج گوپال اچاریہ مدراس سے کالی کٹ روانہ ہو گئے ہیں وہاں سے گوروویور جائینگے۔ آپ نے گوروویور مندر کے زمورین کو تار دیا ہے کہ مندر میں اچھوتوں کے داخلہ کے متعلق چونکہ مندر میں پوجا کرنے والوں سے ووٹ لئے جانے شروع ہو گئے ہیں اس لئے آپ اپنی طرف سے ۲ آدمی مقرر کریں جو ووٹ لیتے وقت ساتھ رہیں مگر زمورین صاحب نے کسی قسم کا تعاون کرنے یا اپنے نمائندے مقرر کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

پونہ کے سناتن دھرمیوں میں اس خبر سے سخت تشویش پھیل رہی ہے کہ مسٹر رنگا آئر نے اسمبلی میں ایک بل پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ آئندہ کسی شخص کو محض اچھوت ہونے کی وجہ سے شہریت کے کسی حق سے محروم نہ کیا جائے۔ انہوں نے اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے وائسرائے کو تار ارسال کیا ہے۔ کہ ...

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان ہی سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی